امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں
- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- اختلاف کیسے دور ہو؟
- عہد فاروقی تاریخ اسلامی کا زریں باب
- عیدالاضحیٰ اور قربانی
- ہندو پاک کی سفارتی کش مکش
- نئی قومی تعلیمی پالیسی کا جائزہ
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۲۵؍ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹؍جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

تبرکات

امت کا فریضہ

قطب العالم حضرت مولانا
محمد علی مونگیری رحمہ اللہ

جس طرح مذہبی اور قومی کاموں کا انضباط وانصرام جس حدتک اس ملک میں بحالت موجودہ ہوسکتا ہے۔امیر پر فرض ہے کہ اس کی انجام دہی میں سرگرم رہے۔اسی طرح حدود امیر کے اندر قوم کے جتنے افراد ہیں ان کا فرض ہے کہ امیر کی اطاعت وفرماں برداری کریں اور ان تمام حکموں کواس کے تسلیم کریں جو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوں۔خلاصہ یہ کہ گناہ اور معصیت کے سوا تمام امور میں امیر کی اطاعت کرنی چاہئے اوراس کی باتوں کو ماننا چاہئے۔کیوں کہ امیر کی اطاعت واجب ہےاوراطاعت نہ کرنی اوراس کی باتوں کو نہ ماننا گناہ ہےاور یہ مسئلہ کتاب اور سنت سے نصاً ثابت ہےاور شریعت اسلامیہ نے سمع وطاعت کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔عوام کی واقفیت کے لیے بعض آیات اوراحادیث کو میں اس وقت لکھتا ہوں۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُوۡلِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ. (نساء:۵۹)اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرواوران لوگوں کی جوتم میں اولی الامر ہیں۔اس آیت میں صریح نص ہے کہ اولی الامر کی اطاعت فرض ہےاور اللہ تعالیٰ نے صیغۂ جمع سے اس کو بیان فرمایا ہے تاکہ اولی الامر کے تمام انواع کو شامل ہوجائے اوراولی الامر کے تمام مراتب کو یہ حکم محیط ہوجائے۔جس طرح یہ آیت خلیفۃ المسلمین کی اطاعت کوفرض کرتی ہے۔اسی طرح صوبہ اور ضلع کے مسلم ولاۃ کی اطاعت کوفرض کرتی ہےاوراسی طرح امراء جیش کی اطاعت کوفرض کرتی ہےاور ہر اولی الامر میں یہ تعمیم ہے کہ وہ لوگ خلیفہ کے مقرر کردہ ہوں یا عام مسلمانوں کے مقرر کردہ ہوں اور تمام احادیث وآثار سے اس حکم کی عمومیت کی تشریح ہوتی ہے۔اسی لیے مفسرین اور محدثین اور فقہا نے ہر قسم کے ولاۃ امور کی اطاعت واجب لکھی ہے۔ چناں چہ سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ”علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس امر پر علماء نے اجماع کیا ہے کہ تمام امراء کی (جن کی امارت من جہۃ الشریعت ثابت ہو) اطاعت کرنی واجب ہے۔ان امور میں جو گناہ کی بات نہ ہواوراس پر بھی اجماع ہے کہ گناہ کی بات میں امیر کی اطاعت حرام ہے۔بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کہ **أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم** اور علماء نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے واجب بتایا ہےاور وہ لوگ ولاۃ اور (امراء شریعت) ہیں۔اور یہ قول جمہور مفسرین اور فقہاء اور دیگر اسلامی طبقوں کا ہے۔“

اس نص قرآنی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاۃ امور امراء امور کے سمع وطاعت کی نہایت سخت تاکید فرمائی ہے اور طاعت کرنے پر جنت کی بشارتیں بھی آپ نے دی ہیں چناں چہ حدیث شریف میں ہے۔**وأطیعو إذا أمرکم تدخلوا جنۃ ربکم** (عن ابی امامۃ الجامع الصغیر) ”تم لوگ اپنے صاحب امر یعنی امیر کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سمع وطاعت واجب ہے، چاہے اس کے نفس کے لیے امر مرغوب ہو یا اس کے نفس پر بار ہو لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ ومعصیت کا حکم نہ دیا جاتا ہو اور جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر (اس وقت معصیت کے امر میں) نہ سمع ہے نہ طاعت۔““مسلم بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔پس آپ نے فرمایا کہ (مسلمانو) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقتوں کی نمازیں پڑھا کرو اور ماہ رمضان میں روزہ رکھا کرو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور جب تم کسی کو امیر بناؤ تو اطاعت وفرمانبرداری کیا کرو۔نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔“

اس حدیث میں صریح حکم ہے کہ جب تم کسی کو امیر بناؤ تو اس کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ یہ حدیث باعتبار عبارۃ النص تو قوم کے بنائے ہوئے امیر کی اطاعت کو واجب کرتی ہےاور باعتبار دلالۃ النص یہ حدیث اس پر بھی دال ہے کہ خود قوم کا امیر بنانا جائز ہے۔اور یہ امیر اگرچہ تمام قوم سے بعض وجوہ کے اعتبار سے اشرف نہ ہو، جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت ہی کا حکم دیا ہے۔ چناں چہ بخاری شریف میں ہے کہ”حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر ایسے حبشی غلام کو حکم بنایا گیا ہو جس کا سر گویا بمنزلہ کشمش کے ہو۔یعنی سر چھوٹا ہو۔بظاہر ذلیل معلوم ہوتا ہو۔“

بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہا گیا اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر امیر کے ذاتی افعال قابل کراہت ہوں اور تمہارے نزدیک ان کے حرکات نہایت بُرے ہوں اس وقت بھی طاعت فی المعروف تم کو کرنی چاہئے اور ایسی صورت میں بھی اس کی اطاعت سے خروج نہیں کرنا چاہئے۔کیوں کہ اگر نہ کیا گیا تو اسلامی نظام قائم نہیں رہ سکتا ہے۔اس لیے باوجود استکراہ کے عدم اطاعت فی المعروف کو خروج عن الجماعت قرار دیا گیا ہے۔

کیوں کہ شرعاً جماعت اسی کا نام ہے کہ جس میں شخص واحد کو والی اور امیر بنایا گیا ہےاور سب لوگ اس کی اطاعت کی بیعت کرچکے ہیں۔اس وقت اس والی کی اطاعت سے باہر ہونا شرعاً خروج عن الجماعت ہے، جو بدترین معصیت ہے۔چناں چہ بخاری شریف میں ہے:”حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے امیر سے کسی ایسے کام کو دیکھے جس کو وہ بُرا سمجھتا ہو (یعنی غیر مشروع جانتا ہو) تو چاہئے کہ صبر کرے (اور طاعت فی المعروف سے انکار نہ کرے) کیوں کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی (یعنی تھوڑا بھی) جدا ہوگیا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت کی طرح مرا۔“ اللہ اللہ! دیکھو شریعت اسلامیہ نے نظام اسلام کی بقاوتحفظ کے لیے کس قدر زبردست اصول قرار دیا ہے۔اس سے بہتر کوئی نظم نہیں ہوسکتا۔اس حدیث کے الفاظ میں غور کرو یہ حکم خلیفۃ المسلمین کی بابت خاص نہیں ہے بلکہ تمام ولاۃ امور کی بابت یہ حکم ہے۔اوراسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی جماعت کس شئے کا نام ہے۔حدیث نے بتایا کہ امیر کی اطاعت سے خروج کرنا جماعت سے خروج کرنا ہے۔گویا مسلمانوں کی جماعت اس وقت تک جماعت نہیں ہے جب تک ان کا کوئی امیر نہ ہو۔چناں چہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ”طبری نے کہا ہے کہ صواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو لزوم جماعت کا حکم ہے اس سے مراد لازم پکڑنا اس جماعت کا ہے جو کہ فرمانبردار ہو۔اس شخص کے کہ جس کے امیر بنانے پر لوگوں نے اتفاق کرلیا ہو (یعنی جن لوگوں نے باتفاق کسی کو امیر بنایا ہو انہیں لوگوں میں شامل رہنا چاہئے) پس جس شخص نے بیعت کو توڑ دیا وہ جماعت سے خارج ہوگیا۔“

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جماعت سے جو خارج ہوا اور مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی۔تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ کافر ہوگیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ گناہ گار مرا۔چناں چہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:”میتۃ جاہلیۃ جو بکسر میم ہے اس سے مراد حالت موت ہے۔یعنی مثل موت اہل جاہلیت کے (یعنی قبل زمانہ عہد رسالت محمدیہ کے) ضلالت کے ساتھ اور حال یہ ہو کہ اس کے لیے کوئی امام مطاع نہ ہو کیوں کہ اہل جاہلیت (قبل اسلام) امامت وامارت کو نہیں جانتے تھے (اور کوئی باضابطہ ان کا امیر نہیں ہوتا تھا) اور یہ مراد نہیں ہے کہ کافر مرا۔بلکہ مراد یہ ہے کہ گناہ گار مرا۔“

خلاصہ یہ ہے کہ قوم مسلم کا فرض ہے کہ جب امیر منتخب ہوجائے اور امارت قائم ہوجائے تو امیر کی اطاعت کرے اوراس کی حق باتوں کو تسلیم کرے اوراگر گناہ ومعصیت کا حکم دے تو اس امر میں ہرگز اطاعت نہ کرے۔کیوں کہ ” **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق وإنما الطاعۃ فی المعروف**“ حکم شریعت ہے۔اوراگر خدانخواستہ کوئی امیر خلاف شریعت کام کرے تو اس وقت بھی مقاصد اسلام اور نظام اسلامی کے بقا اور حفاظت کے لیے اطاعت فی المعروف سے باہر نہ جانا چاہئے۔اور کسی حالت میں تفریق جماعت نہ کرنی چاہئے۔کیوں کہ یہ خود بدترین معصیت ہے۔سوا اس کے کہ امیر سے کفر صریح کا ارتکاب ہوا اوراس کے کفر پر عندالقوم برہان من اللہ ہوا اوراس طرح پر کفر ثابت ہو جس کی کوئی تاویل صحیح ممکن نہ ہو۔تو بیشک اس وقت اس کی اطاعت سے خروج کرنا چاہئے۔اوراس حال میں ایک لمحہ کے لیے بھی ایسا شخص مسلمانوں کا امام اور والی نہیں رہ سکتا ہے۔بخاری شریف میں بروایت حضرت عبادہ بن صامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان موجود ہے”حضرت عبادہ بن صامت کی اس حدیث پر کہ امیر کی سمع وطاعت واجب ہے۔سوائے اس صورت کے کہ تم صریح کفر دیکھو۔تو اس پر پوری بحث ہوچکی ہے۔جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہےاور وہ کتاب الفتن میں مذکور ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب امام اور امیر سے صریح کفر کا ظہور ہو تو ہر مسلم پر واجب ہے کہ اس کے عزل (یعنی حکومت کافرہ کے ازالہ کے لیے آمادہ ہوجائے) پس جو شخص اس کے لیے تیار ہوا اس کے لیے ثواب ہےاور جس نے مداہنت کی (اور کافر حاکم کی اطاعت پر راضی ہوکر چپ ہوگیا) اس پر گناہ ہوگا۔اور جو شخص بالکل عاجز اور مجبور ہے اس پر واجب ہے کہ اس ملک سے ہجرت کرجائے۔“

ہر مسلمان کو چاہئے کہ شریعت کے ان اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔اور اہم مقاصد کے لیے اس سے کمتر مقاصد کو نظرانداز کرے اور جماعتی اور جمہوری مقاصد کے آگے شخصی اغراض ومقاصد کو پس پشت ڈال دے۔

ذمہ داری کا احساس

”ہر شخص اپنا حق مانگتا ہے اور دوسرے کا حق ادا کرنے سے گریز کرتا ہے، اگر دنیا پر نظر ڈالیں تو ساری دنیا حقوق طلبوں کی ایک آبادی نظر آئے گی، جس میں حق طلبی کا نعرہ تو ہر زبان پر ہے لیکن ادائے فرض کا احساس کسی دل میں نہیں، جس آبادی میں ہر شخص حق طلب ہو لیکن فرض شناس کوئی نہ ہو وہاں کی زندگی میں الجھنوں اور دقتوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور وہاں کی کش مکش کو کوئی انسانی تدبیر یا تنظیم دور نہیں کرسکتی۔“

(مولانا علی میاں ندوی)

بلا تبصرہ

”جس طرح کی سیاست مودی حکومت میں آج پھل پھول رہی ہے وہ تمام طرح کی زیادتیوں کے باوجود کانگریس کی سیاست کا حصہ نہیں رہی، کانگریس اپوزیشن کی باتیں سنتی بھی تھی اور قدرے عمل بھی کرتی تھی، مودی کی سیاست میں جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی حکمت عملی موجود ہے اور اس کے لئے میڈیا مودی کا وفادار ہے۔“ (انقلاب پٹنہ ۱۳؍جولائی ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ہجومی تشدد - مجرمانہ حرکت

ولاتفسدوفی الارض بعد اصلاحھا()اورزمین میں اس کی اصلاح کے بعدفساد برپانہ کرو۔

مطلب:۔ زمانہ جاہلیت میں نسلی برتری اور کہتری نے انسانی سماج کومختلف خانوں میں تقسیم کررکھا تھا،جس کی وجہ سے تشدداورنفرت کی دیواریں کھڑی ہوگئی تھیں،خانہ جنگی سے انسانیت کراہ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت کی ہدایت کے لئے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کومبعوث فرمایا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی وحدانیت کا پیغام سنااورظلم وناانصافی کے خلاف آواز بلند کی اورانسانیت کی بنیاد پر مساوات انسانی کوفروغ دینے پرتوجہ دلائی اورفرمایا کہ انسانی جان ومال اورعزت وآبرو کی حفاظت کرنا اورانسانی رشتوں کا احترام کرنا فطرت انسانی کا حصہ ہے،اس کے لئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہن سازی کی،افراد تیار کئے اوراس کے لئے قانون وضع کئے یعنی انسانی جان کی حفاظت کے لئے ہرممکن تدبیراختیار کی،چنانچہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا اثر پورے جزیرۃ العرب پر پڑااوراس شعاعیں پورے عام میں پھیلیں،جس سے تکریم انسانیت کا جذبہ ابھرا،لیکن بدقسمتی ایسی کہ بعد کے دور میں جب مغربی قوموں پر مادی قوتوں کا غلبہ حاصل ہواتواس نے مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں شروع کردیں اوراسلام کوبدنام کرنے کے لئے اس کے فلسفہ امن وعدل کودہشت گردی سے جوڑنا شروع کردیااورمیڈیا کے ذریعہ اس مفروضہ کی اتنی تشہیر کی کہ دنیا کا ایک طبقہ اس بہتان تراشی اور پروپیگنڈہ سے متاثر ہوگیا،وہ اسلامی مملکت اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگا تاکہ مسلمان احساس کمتری میں مبتلاہوکر ہمت وحوصلہ کھوبیٹھے،اس مسموم ذہنیت نے اپنی شیطانی سیاست سے ہندوستان کوبھی غلام بنالیا،جس نے آہستہ آہستہ مسلمانوں پرشکنجہ کسنا شروع کردیا،پھر جب اس نظریہ کے حامل فرقہ پرست جماعتوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈورآئی تواس نے وطن عزیز کے امن وامان کوبگاڑنا شروع کیا،اس کی حلیف پارٹیاں اوراس کے ہمنوا شرپسند افراد اپنے مذہبی جذبات کی تسکین کے لئے مسلمانوں کونشانہ بنایا،ٹرینوں،بس اڈوں،شاہراہوں پر بےقصور مسلمانوں کوکبھی بیف کے نام پراورکبھی جذباتی نعروں کے ذریعہ زدوکوب کرتے آرہے ہیں،حتی کہ شدت پسندی میں کئی لوگوں کوشہید کردیا،اس شرمناک اور مجرمانہ حرکت نے ملک کی فضا کومکدر کردیا ہے،جس کی وجہ سے ملک کا ایک مخصوص طبقہ خوف ودہشت کے سایہ میں زندگی گذاررہاہے جوکہ ملک کے جمہوری اقدار اورروایات کے منافی ہے،اس سے ملک کی ترقی کی رفتار میں رکاوٹ پیداہورہی ہے،اس لئے حکومتی سطح سے ظلم وزیادتی کو روکنے اورشرپسندوں کوپابہ سلاسل بنانے کے لئے سخت قانون بنانے کی ضرورت ہے،تاکہ عدل وانصاف کوپوری غیر جانبداری کے ساتھ نافذ کیاجاسکے،امن پسنداورانصاف پرورشہریوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ شرپسندی کے خلاف میدان میں اتریں اورملک کوان کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے حکمت عملی اختیار کریں،ان مشکل حالات میں مسلمان صبرواستقامت سے کام لیں اوراپنے دفاع کی جدوجہد میں لگے رہیں،یہ ایک آندھی ہے جوگذرجائے گی،ماضی میں بھی عداوتوں کے طوفان اٹھے،مخالفتوں کی لہریں موجزن ہوئیں،لیکن نہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے اورنہ ہی صبرواستقامت کادامن چھوٹا۔

آرام طلب عورتوں کے لئے درس عبرت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایک شاگرسے فرمایا کہ میں تمہیں اپنااوراپنی بیوی فاطمہؓ کا قصہ نہ سناؤں؟انہوں نے عرض کیا کہ ضرورسنائیں،حضرت علیؓ نے فرمایا کہ فاطمہ خودچکی پیستی تھیں،جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے،اورخود ہی مشک بھرکرلاتی تھیں،جس سے سینہ پرنشان پڑ گئے تھے،خودہی جھاڑودیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے،میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ اگرتم اپنے والد حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکرایک خادم مانگ لوتواچھاہے،سہولت رہے گی،وہ گئیں حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے،اس لئے واپس چلی آئیں،دوسرے دن خودحضورصلی اللہ علیہ وسلم مکان پرتشریف لائے اورفرمایا کہ تم کل کس کام سے آئی تھیں،وہ چپ ہوگئیں۔میں نے آپ کے سامنے مدعا رکھا،چنانچہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کی طرف مخاطب ہوکرفرمایا،فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہواوراس کے فرض اداکرتی رہواورگھریلوکام کرتی رہواورجب سونے کے لئے جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ،۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو،یہ خادم سے بہتر ہے،حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ کی تقدیراوراس کے رسول کی تجویز سے راضی ہوں۔

وضاحت:۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں نت نئے مسائل کھڑے ہوئے وہیں ہمارے سماج میں بہت سی سہولت پسندی سے بےراہ روی آگئی،جس کی وجہ سے ہمارے گھروں کی ماں اوربہنیں بھی حددرجہ آرام طلب ہوگئی ہیں،گھریلو کام کاج اورامورخانہ داری کے لئے ملازمائیں اورخادمائیں رکھنے لگی ہیں اوراس معاملہ وہ اس قدرسہولت پسند ہوگئی ہیں کہ گھرکے معمولی کاموں کوبھی خودسے انجام نہیں دیتیں،بس سہیلیوں کے ساتھ فضول اورلایعنی باتوں میں وقت ضائع کریں گی مگرگھرکے ضروری کاموں کوانجام نہیں دیں گی،حالانکہ حرکت وعمل سے صحت میں توانائی پیدا ہوتی ہے،جسمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے،کیونکہ جن گھروں کی عورتیں اپنے دائرہ عمل میں رہتے ہوئے گھریلوکام کاج کرتی ہیں وہ اپنی محنت اورجفاکشی کی وجہ سے ہمیشہ چاق وچوبندرہتی ہیں اورجوسہولت پسندواقع ہوئی ہیں وہ اکثرجسمانی عوارض میں مبتلارہتی ہیں،اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لائق صاحبزادی حضرت فاطمہ کوگھریلوکام کاج کرنے کی تلقین فرمائی اوردعاء بھی بتلائی تاکہ انہیں قلبی سکون حاصل ہواورتکان کااحساس کم ہوجائے،اب غورکیجئے کہ جب حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے خادماؤں کے رکھنے کوپسندنہیں فرمایاتوصرف سہولت وآسائش کی خاطرہمارے لئے خادماؤں کارکھناکس طرح مناسب ہوگا، ہاں جوعورتیں معمرہیں یاجسمانی امراض میں گھری ہوئی ہیں ،مجبورومعذورہیں ان کے لئے مجبوری ہوسکتی ہے کہ ملازماؤں سے گھریلوکام لیں مگرجن عورتوں کواللہ نے صحت وتندرستی کی نعمت عطا کی ہے،ان کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سستی وکاہلی کی وجہ سے خادماؤں کاسہارالیں،ان کے لئے یہ حدیث نمونہ عمل ہے کہ وہ باربارپڑھیں اوراس پرعمل کریں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قربانی کن لوگوں پرواجب ہے

قربانی کن لوگوں پرواجب ہے،نابالغ اولاداگرمالک نصاب ہوتواس کے مال میں قربانی واجب ہے یانہیں؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

قربانی ہرایسے عاقل بالغ مقیم مسلمان مردوعورت پرواجب ہے جس کے پاس بنیادی ضروریات مثلارہائشی مکان استعمالی سواری،استعمالی فرنیچر،برتن اورلباس وغیرہ سے زائداورقرض سے فاضل ساڑھے باون تولہ(۶۱۲؍گرام ۳۶۰ملی گرام)چاندی یاساڑھے سات تولہ(۸۷؍گرام۴۸۰؍ملی گرام)سونایاان میں سے کسی ایک کے بقدرکوئی دوسری مالیت ایام قربانی میں موجود ہو۔(البحرالرائق ۱۹۸/۸،الفتاوی الھندیہ ۲۹۵/۵،بدائع الصنائع ۴/ ۱۹۷)نابالغ اولاداگرمالک نصاب ہوتواس پراس کے مال میں قربانی واجب نہیں جس طرح زکوٰۃ واجب نہیں، فقط۔

کاشت کی زمین نصاب میں شامل ہے یانہیں؟

بکرکے پاس کاشت کی کچھ زمین ہے جس سے پیداوارحاصل کرتاہے،اس پرقربانی واجب ہے،یانہیں۔

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

کاشت کی زمین سے پیداواراتنی حاصل ہوجائے جوصاحب زمین اوراس کے اہل وعیال کے سالانہ خرچ کے لئے کافی ہواوراس کے علاوہ مقدارنصاب غلہ بچ جائے توایسی صورت میں قربانی واجب ہوگی ورنہ نہیں،اس لئے کہ کاشت کی زمین کے نصاب میں شامل ہونے اوروجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ سال بھرکے خرچ کے علاوہ مقدارنصاب غلہ موجودہو۔اذا کان لہ عقار یستغلہ تلزمہ الاضحیۃ اذا دخل منہ قوت عامہ وزاد معہ النصاب . کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ کتاب الاضحیۃ) فقط

میت کی طرف سے قربانی

میں ہرسال اپنے مرحومین کی جانب سے قربانی کیا کرتاہوں،شرعااس کی اجازت ہے یانہیں،اورمرحومین کواس کاثواب پہونچ گایانہیں،گوشت کاکیاحکم ہوگا؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

مسلم شریف کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا اپنی طرف سے،اپنی آل کی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اورامت میں بہت سارے لوگ انتقال بھی کرچکے تھے۔اخذ الکبش فاضجعہ ثم ذبحہ ثم قال بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد ثم ضحیٰ بہ (صحیح مسلم ۲/ ۱۵۶)

نیزآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعدحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔عن حنش قال رأیت علیا رضی اللہ عنہ یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أوصانی أن ضحی عنہ فانا اضحی عنہ (سنن ابی داؤد ۳۸۵، کتاب الضحایا) اوراس بات پرسب کااتفاق ہے کہ مالی عبادت میت کی طرف سے انجام دیکراس کاثواب میت کوپہونچایاجاسکتاہے،اورقربانی بھی ایک مالی عبادت ہے،لہذامیت کی جانب سے قربانی کرنا شرعاجائزودرست ہے۔اس کاثواب انشاءاللہ میت کوپہونچے گا۔

لہذاصورت مسئولہ میں اگرآپ مالک نصاب ہیں اوراپنی طرف سے قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مرحومین کی طرف سے بھی ایک دوحصہ قربانی کرتے ہیں توشرعاجائزودرست ہے،ثواب میت کوملے گااور گوشت کے مالک آپ ہوں گے،آپ خودبھی کھاسکتے ہیں اوردوست واحباب کوبھی کھلاسکتے ہیں۔من ضحی عن المیت ..... والاجر للمیت والملک للذابح . رد المحتار ۹/ ۴۷۲) لیکن اگر آپ مالک نصاب ہونے کے باوجود ہرسال دوسروں کی جانب سے قربانی کرتے ہیں اپنی طرف سے نہیں کرتے توایسی صورت میں وجوب آپ کے ذمہ باقی رہ جانے کی وجہ سے گنہگاررہوں گے۔فقط

بانجھ جانور کی قربانی : وہ جانورجس میں توالدوتناسل کاسلسلہ بندہو(بانجھ ہو)خواہ پیدائشی طورپرہویابڑی عمرہونے کی وجہ سے اس کی قربانی شرعاجائزودرست ہے۔فقط

لنگڑے جانور کی قربانی : وہ جانورجوایک پیرکالنگڑاہے،لیکن چلنے میں اپنے لنگڑے پیرکو زمین پرٹیک کرچلتاہے تواس کی قربانی درست ہے اوراگرصرف تین پیرکے سہارے چلتاہے اورلنگڑے پیرکو زمین پرنہیں ٹیکتا تواس کی قربانی درست نہیں ہے(ردالمحتار ۴۶۸/۹)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی: بےسینگ جانورکی قربانی درست ہے خواہ پیدائشی طورپرسینگ نہ ہویاسینگ نکلنے کے بعداس کوداغ دیاگیاہوتاکہ بڑھے نہیں یاسینگ ہولیکن ٹوٹ چکی ہو۔البتہ اگرسینگ اس طرح ٹوٹی ہوکہ اس کی شکستگی مغزدماغ تک پہونچ گئی ہویعنی جڑسے اکھڑگئی ہوتواس کی قربانی درست نہیں ہے۔

جانوروں کے کان یا دم : جس جانورکے پیدائشی طورپردونوں کان یادم نہ ہویاایک کان نہ ہواس کی قربانی درست نہیں ہے اسی طرح کان یادم ہولیکن ایک تہائی یااس سے زیادہ کٹی ہواس کی بھی قربانی درست نہیں ہے۔البتہ دم یاکان پیدائشی طورپرچھوٹے ہوں تواس کی قربانی درست ہے۔(ردالمحتار ۴۶۸/۹)فقط

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۲۵/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹/جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

قربانی کا مقصد

عیدالاضحیٰ کا مہینہ آنے سے قبل ہی قربانی کی تیاری شروع ہو جاتی ہے، بکروں کی منڈیاں لگ جاتی ہیں، جانور خریدے جاتے ہیں، کچھ لوگ خلوص سے توانا وتنومند جانور لے لیتے ہیں، اور کچھ دوسروں سے پیچھے نہیں رہنے کے زعم میں اور اس لئے بھی کہ ہمارا بکرا گاؤں اور سماج میں سب سے نمایاں رہے، خریداری کرتے ہیں، قربانی کمزور جانور کی پسندیدہ بھی نہیں ہے اور اگر ایسا کمزور جانور ہو جو مذبح تک جا نہ سکے تو قربانی پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے؛ اس لئے کمزور نہیں، اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے مضبوط جانور ہی قربان کرنا چاہئے، پل صراط پر سواری کے کام آنے کا یقین بھی اسی کا متقاضی ہے، گو دوسرے صدقات کی طرح اللہ قربانی کے جانور کو بھی توانا کر دیں گے؛ لیکن یہ توانائی گوشت پوست، قد وقامت، اور قیمتوں سے نہیں ہوگی، وہاں تو جانوروں میں توانائی خلوص اور تقوی کی بنیاد پر آئے گی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت واضح طور پر ارشاد فرمادیا ہے۔ یعنی اللہ کے نزدیک جانور کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا، تقوی پہونچتا ہے، قربانی میں تقویٰ، خلوص، للّٰہیت، نمود وریا سے دوری، جذبہ بندگی اور بارگاہ الٰہی میں خود سپردگی کا نام ہے، اسی لئے قربانی سے قبل جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں، ان کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ خود سپردگی کا یہ اظہار لفظوں میں بھی کرایا جاتا ہے، اور بندہ کہتا ہے میں نے اپنا رخ آسمان، زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف خالصتا کرلیا اور میں مشرک نہیں ہوں، قربانی کرتے وقت یہ آیت رسماً نہیں پڑھی جاتی ہے، اس لئے پڑھوایا جاتا ہے تاکہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی خالقیت کا پورا پورا استحضار ہو جائے اس کو تقویت دینے کے لئے ایک اور آیت پڑھی جاتی ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. یعنی میری نمازیں، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تمام جہان کے پالنہار کے لئے ہے، یہاں صلاۃ اور نسک کوئی دو لفظ نہیں؛ بلکہ بدنی اور مالی عبادتوں کا اشاریہ سمجھنا چاہئے، اس خیال کو تقویت "محیا" اور "ممات" کے لفظ سے بھی ملتی ہے، بدنی اور مالی عبادتوں کے ذکر کے ساتھ محیا اور ممات کا لفظ یہ بتانے کے لئے ہے کہ زندگی کے تمام معاملات، معاشرت اور تمام امور، شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی انجام پائیں گے؛ قربانی کرتے وقت ان آیات کی تلاوت صرف ثواب کے لئے نہیں، بلکہ اس وعدہ اور عہد کی تجدید ہے جو "عہد الست" میں بندہ نے کیا ہے اور جس کو دن بدن یہاں آکر "کار جہاں دراز ہے" کہہ کر بھولتا جا رہا ہے، خلوص وللّٰہیت اور اللہ کے لئے کام کرنے کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ سارے کام دکھاوے کے لئے کئے جاتے ہیں اور قربانی میں بھی خلوص سے زیادہ مسابقہ کارفرما ہوتا ہے، یہ مسابقۃ اور خودنمائی بالکل باقی نہ رہے، اس پر آخری ضرب جانور کو لٹا کر چھری چلاتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے لگائی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اے اللہ ترے ہی نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے، کس کے نام سے؟ اللہ کے نام سے، ہمارے یہاں یہ بھی ایک غلط اصطلاح رائج ہوگئی ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے یا قربانی کے وقت کہا جاتا ہے کہ یہ قربانی فلاں کے نام سے ہوگی نعوذ باللہ۔ قربانی ساری اللہ کے نام سے ہوگی، اس کے لئے صحیح تعبیر یہ ہے کہ کس کی طرف سے ہوگی یعنی کس شخص کی طرف سے قربانی کی ادائیگی اس جانور کو قربان کرکے کی جا رہی ہے۔ چھری حلقوم پر چلی، خون کے فوارے بہے، جانور نے جان، جان آفریں کے سپرد کر دیا، آپ کی قربانی آپ کے خلوص کے اعتبار سے اللہ کے پاس پہنچ گئی، اصل اجر وثواب تو وہیں ملے گا اور آپ کے خلوص کے اعتبار سے دیا جائے گا، مولانا عبد الماجد دریابادی نے لکھا ہے کہ ذبح کے بعد کھال ادھیرنے کے لئے لے جانے سے پہلے ایک بار غور سے جانور کو دیکھئے، یہ شرعی حکم نہیں ہے؛ لیکن دیکھئے، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، جان نکل گئی، لیکن آنکھ آپ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے، آپ سے سوال کر رہی ہے کہ جناب! میں نے تو آپکی طرف سے اپنے جان کی قربانی دیدی، لیکن کیا آپ نے بھی اپنے نفس امارہ کی قربانی کے لئے خود کو تیار کیا؟ اللہ کے راستے میں مال ہی نہیں، وقت آنے پر جان دینے کا خیال پیدا ہوا؟ اپنی محبوب اولاد اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا؟ اگر ایسا ہوا تو میری قربانی رائیگاں نہیں گئی، اور آپ خیر وبھلائی کے پانے والے ہوگئے اور اگر آج بھی مال کی محبت آپ کے دل میں اس قدر ہے کہ حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر سمیٹے جا رہے ہیں، دین کی سربلندی اور دعوت وتبلیغ کے لئے اپنی اولاد کو نکلنے نہیں دے رہے ہیں، آپ کو لگتا ہے کہ نماز کے وقت جماعت میں جانے سے گاہک واپس ہو جائے گا، اور ہم معاشی کساد بازاری کے شکار ہو جائیں گے، آپ پہلے کی طرح گناہوں پر جری ہیں، اور خیر کی طرف رغبت اب بھی نہیں پیدا ہوتی ہے تو سمجھئے کہ میری جان اکارت گئی، آپ کا کچھ بھی بھلا نہیں ہوا، اب بھی موقع ہے، قربانی کی دعا پڑھئے اور جو کمی کوتاہی رہ گئی ہے، اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ! اس قربانی کو قبول کر لے؛ بالکل اسی طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی قبول کی تھی، اس قربانی کو قبولیت کا وہ مقام عطا فرمادے جو انبیاء کرام کی قربانیوں کو تو نے دیا۔ یہ دعاء ذبح کرنے والا ہی پڑھتا ہے؛ لیکن قربانی کے اس پورے عمل میں شعوری طور پر شریک ہونے کی غرض سے یہ حکم دیا گیا کہ بہتر ہے کہ آدمی اپنی طرف سے قربانی کا جانور خود سے ذبح کرے اور اگر اس کے لئے کسی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہیں تو وہاں پر قریب میں کھڑا رہے؛ تاکہ قربانی کے عمل کو خود سے دیکھے اور محسوس کرے کہ یہ صرف جانور کا ذبح کرنا نہیں؛ بلکہ سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کرنا ہے، مال بھی جان بھی، اولاد بھی، زندگی اور موت بھی، سوچئے اور بار بار سوچئے، قربانی شعور کے ساتھ کیجئے، جانور کے ساتھ سب کچھ اللہ کے لئے قربان ہو جائے، ایسا ہوا یا نہیں، اسکی پہلی آزمائش قربانی کے گوشت سے شروع ہوتی ہے، آپ نے عزیز واقربا دوست اور احباب کا حصہ اس میں لگایا؟ غربا اور سماج کے پریشان حال لوگوں کے لئے کچھ حصہ خاص کیا؟ یا بڑا خاندان ہے، گھر ہی میں پورا نہیں ہوتا، کہہ کر سارا رکھ لیا، یقیناً آپ ایسا کر سکتے ہیں، شرعی اجازت بھی ہے، لیکن ایسا کرکے آپ نے سماج کے لئے قربانی نہ دینے کے اپنے احساس کا کھلے عام اظہار کر دیا، جانور کے کھال کی قیمت آپ نے غربا، یتامیٰ کے لئے دیا یا بغیر فروخت کئے اپنے لئے جائے نماز بنا لیا، اگر ایسا کیا تو معلوم ہو گیا کہ اللہ کے راستے میں دینے کا آپ کا مزاج نہیں بنا، آپ نے اپنی طرف سے قربانی کر دی، لیکن بیوی بھی صاحب نصاب ہے، بہو بھی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے زیور لے کر بیٹھی ہے، بیٹا نے بھی بینک بیلنس اور سامان اتنی مالیت کا جمع کر رکھا ہے، ان کی طرف سے قربانی رہ گئی، اور آپ مُردوں کی طرف سے قربانی کر رہے ہیں پہلے ان کی طرف سے تو قربانی دے لیجئے؛ جن پر واجب ہے، قربانی کے ایام میں قربانی کے علاوہ کوئی عمل اللہ کو اس قدر پسند نہیں ہے؛ اس لئے قربانی جن پر واجب ہے، سب کی طرف سے دیجئے، تاکہ سب کے نفس امارہ اللہ کے راستے میں حقیقتاً قربان ہو جائیں یہی عید قرباں کا پیغام ہے اور یہی اس کا مقصد۔

یوپی میں لاقانونیت

گذشتہ ہفتہ یوپی کے سونبھدر میں زمینی تنازع میں دبنگوں نے ۱۰/قبائلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، یہ تنازع تین چار سالوں سے چل رہا تھا اکتوبر ۲۰۱۷ء میں قبائلیوں کی کئی ایکٹر زمینوں کو وزیراعلیٰ یوگی ادتیہ ناتھ نے طاقت کے زور پر چھین لیا اور انہیں مختلف دفعات کے تحت گرفتار کرنا شروع کر دیا جب یوگی نے ۲۰۱۹ء میں اس زمین کو یگہ دَت کے نام پر الاٹ کرنے کی کوشش کی تو بات بگڑنے لگی اسی اثنا میں دت کے غنڈوں نے دو سو مسلح افراد کے ساتھ ۳۵/ٹریکٹر پر سوار ہو کر متنازع اراضی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، قبائلیوں نے مزاحمت کی تو ان پر گولیوں کی بوچھار شروع کر دی جس سے ۱۰/نہتے قبائلی نے جائے واردات پر ہی دم توڑ دیا اور دو درجن سے زیادہ بری طرح زخمی ہو گئے، جن کا مختلف اسپتالوں میں علاج چل رہا ہے، جب مقتولین کے ورثا سے ملاقات کے لئے کانگریس کی جنرل سکریٹری محترمہ پرینکا گاندھی پہونچی تو حکومت اور انتظامیہ میں ہڑکمپ مچ گیا اور انہیں موضع واردات پر جانے سے روک دیا گیا، البتہ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ وزیراعلیٰ یوگی کی نیند اڑ گئی اور وہ فوراً متاثرین سے ملاقات کے لئے پہونچے اور ۱۲/لاکھ کی امدادی رقم کے ساتھ دیگر سہولیات فراہم کرنے کا وعدہ کیا، تاہم مقتولین کے وارثین خوف وہراس کے سایہ میں زندگی گذار رہے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلح افراد اس واردات کو انجام دینے کے لئے جا رہے ہیں اور پولیس اور انتظامیہ کو اس کی بھنک تک نہیں لگی یا وہ چشم پوشی سے کام لے رہی تھی جب غنڈے اپنی ہوسنا کی کی پیاس بجھا چکے اس کے بعد جائے واردات پر پہونچ رہی ہے، اس سے یوپی میں لا اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اور مجھے ایسا بھی لگتا ہے کہ یوگی جی ملزمین کو بچانے میں لگے ہوئے ہیں، اگر وقت رہتے ہوئے اس طرح کے واقعات کو نہیں روکا گیا تو بدامنی اور لاقانونیت کی فضا پیدا ہوگی اور یہ کسی جمہوری ملک کے لئے قطعی منافی ہے۔

قانون کی بے چارگی

عدالتی فیصلے ہمیشہ ثبوت ودستاویزات اور گواہوں کے حلفیہ بیانات کے ذریعہ ہی ہوا کرتے ہیں اگر یہ دونوں چیزیں عدالتوں کے روبرو ٹھوس بنیادوں پر ثابت نہ ہوں تو انصاف تک رسائی آسان نہیں ہوتی، اس وقت مجرم اپنے گناہوں سے بری ہو جاتا ہے اور مظلوم انصاف سے محروم رہتا ہے ایسا ہی معاملہ مظفر نگر کے ۲۰۱۳ء کے فسادات میں سامنے آیا، جہاں فسادیوں نے ۶۵/لوگوں کو موت کی آغوش میں سلا دیا، جب مقدمہ عدالت میں دائر ہوا تو ۴۱/میں سے ۴۰/معاملوں میں ملزمین بری ہو گئے، اس کی وجہ یہی رہی کہ پولیس نے اہم گواہوں کے بیانات کو درج ہی نہیں کیا اور جن کی گواہیاں درج ہوئیں، انہوں نے عدالت میں اپنے بیان کو ہی بدل دیا اس کے پس پردہ جو محرکات کام کر رہے تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، البتہ اس معاملہ میں گورو اور سچن نام کے دو نوجوانوں کے قتل کے الزام میں سات مسلمانوں کو عمر قید کی سزا دی گئی، یہ بات بھی حیران کن ہے کہ سبھی شکایتوں میں قتل میں استعمال اسلحہ کا ذکر تھا لیکن پولیس چند معاملوں میں ثبوت برآمد کر سکی اور بقیہ کو حذف کر دیا یا سرد خانہ میں ڈال دیا اور چونکہ یہ فساد اکھلیش حکومت کے ساتھ بی جے پی کے دور حکومت میں بھی ہوا اس لئے یوگی حکومت کے وکیل کو بھی اپیل دائر کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں رہی، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملک میں انصاف اور قانون کس طرح بیچارہ بنتا جا رہا ہے، جن لوگوں نے صریح قانون کی دھجیاں اڑائیں وہ اس وقت بے خوف وخطر گھوم رہے ہیں اور ارباب اقتدار کو اس کی مطلق فکر نہیں کہ خاطی اور ملزم کو کیسے کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔ بلکہ اس معاملہ میں یوگی حکومت سیاست کر رہی ہے، اس نے ۳۰/حکومتی احکامات کے ذریعہ ۲۰/مقدمات واپس لینے کی اجازت دیدی ہے، جن مقدمات کو واپس لینے کی اجازت دی ہے وہ پولیس اور پبلک کی جانب سے قائم کرائے گئے تھے، ان حالات میں مظلوموں کو انصاف ملنا مشکل ہو گیا ہے۔

اختلاف کیسے دور ہو؟

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف نعمتوں سے نوازا ہے، اس نعمت نوازی میں ایک درجہ کی یکسانیت بھی ہے اور ایک حد تک تفاوت بھی، جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو دو کان، دو آنکھیں، دو ہاتھ اور دو پاوں دیے ہیں؛ لیکن سننے کی صلاحیت، دیکھنے کی قوت، کسی چیز کو اپنی گرفت میں لانے اور چلنے کی طاقت یکساں نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بہت بڑی نعمت عقل کی عطا فرمائی ہے، جو دوسرے جانداروں کے مقابلہ میں انسان کا امتیازی وصف ہے، عقل کے ذریعہ انسان سوچتا ہے، سمجھتا ہے اور رائے قائم کرتا ہے، جیسے انسان کی دوسری صلاحیتوں میں تفاوت اور فرق پایا جاتا ہے، اسی طرح انسان کی سوچ اور رائے میں بھی تفاوت ہوتا ہے، اس کی وجہ سے بہت سی باتوں کے بارے میں نقطہ نظر کا اختلاف سامنے آتا ہے، اسلام نے بھی اس اختلاف کو تسلیم کیا ہے، دین کے دائرہ میں رہتے ہوئے جو اختلاف ہو، اس کا معاملہ تو نسبتاً کم درجہ کا ہے، خود دین حق و باطل کے درمیان جو اختلاف ہو، اس کے بارے میں بھی اسلامی تعلیمات اسی اصول پر مبنی ہیں؛ اگرچہ آخرت میں نجات ایمان پر موقوف ہے؛ لیکن دنیا کے نظام میں ایسا نہیں ہے کہ جو شخص ایمان نہ لائے، اس کو زندہ رہنے کا حق نہ ہو، اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کا احترام واجب نہ ہو، اور اس کو ایمان لانے پر مجبور کیا جائے؛ کیوں کہ عقل کا اختلاف فطرت انسانی کا حصہ ہے اور اسلام دین فطرت ہے۔

اسی وجہ سے مسلمانوں میں بھی عہد صحابہ سے اختلاف رہا ہے، یہ اختلاف عقائد میں بھی ہوا اور فروعی و فقہی مسائل میں بھی، اور مختلف ادوار میں نئے نئے مسلکی گروہ بھی پیدا ہوتے رہے؛ لیکن علماء کا ہمیشہ یہی رویہ رہا کہ اپنے نقطہ نظر کو دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے، اور مخالف نقطہ نظر اگر گمراہی کے درجہ کو پہنچا ہوا نہیں ہو تو اپنی بات اس طرح پیش کی جائے کہ دوسرے نقطہ نظر کے مکمل طور پر باطل اور بے اصل ہونے کا گمان پیدا نہ ہو، اہل سنت والجماعت میں اشاعرہ، ماتریدیہ اور حنابلہ کے درمیان فکری اختلاف، فقہی مذاہب کا اختلاف اور اشغال تصوف میں مختلف سلاسل کا اختلاف اسی نوعیت کا رہا ہے، اور اگر یہ اختلاف اس درجہ کا ہو کہ دوسری رائے نہایت گمراہ کن اور نا قابل قبول ہو تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے نقطہ نظر کو دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے اور دوسرے نقطہ نظر کا غلط ہونا حسب ضرورت واضح کیا جائے، اور اگر اس بات کو کچھ لوگ قبول نہ کریں تو ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اسلامی حکومت کے علاوہ کسی کو حق ہے کہ ان کے خلاف طاقت کا استعمال کرے، جب کفر کے خلاف صرف ایمان نہ لانے کی وجہ سے طاقت کا استعمال کرنے کو منع فرمایا گیا ہے، تو کسی مسلمان گروہ کے بارے میں اس رویہ کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے؟ اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی کی فکر سے اختلاف ہو تو اس کی ذاتی کمزوریوں کو موضوع نہ بنایا جائے، اہانت کا راستہ اختیار نہ کیا جائے؛ کیوں کہ اس میں انسان کی نفسانیت شامل ہو جاتی ہے، اور بہت سی باتیں سنی سنائی ہوتی ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، یا حقیقت بہت کم ہوتی ہے اور اس پر جھوٹ اور بہتان تراشی کا دبیز غلاف چڑھا دیا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں بنگلہ دیش میں تبلیغی جماعت کے دو گروہوں کے درمیان جو تصادم ہوا، وہ نہ صرف جماعت کے وابستگان یا اس کے مویدین کے لئے حیرت انگیز اور نا قابل تصور تھا؛ بلکہ جن لوگوں کو جماعت سے تنظیمی یا فکری اختلاف ہے، وہ بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے، ایک معتبر عالم دین، صاحب افتاء اور ہندوستان کی ایک مرکزی درس گاہ کے استاذ حدیث سے گزشتہ دنوں اس سلسلہ میں بات ہوئی، وہ اس وقت ڈھاکہ ہی میں مقیم تھے اور جھگڑے کی جگہ سے بالکل قریب ان کا قیام تھا، صورت حال یہ سامنے آئی کہ دونوں گروہوں نے الگ الگ تاریخوں میں اپنے اجتماعات مقرر کر رکھے تھے، جن کو اسی مقام پر ہونا تھا، اور دونوں نے اجتماع کی تیاری کے لئے تاریخوں کے فرق کے ساتھ مشاورتی نشست کا بھی اہتمام کیا تھا، جس روز ایک گروہ کا مشاورتی پروگرام طے تھا، اس سے ایک دن پہلے ہی دوسرے گروہ نے اپنے لوگوں کو اس مقرر جگہ پر لا کر بٹھا دیا اور اس میں بھی دینی مدارس کو استعمال کرتے ہوئے بڑی تعداد میں طلبہ کو متعین کر دیا گیا، اب جب وقت مقررہ پر دوسرے گروہ کے افراد پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ یہاں دوسرے گروہ نے قبضہ کر رکھا ہے، رُکاوٹ بھی ڈال دی ہے، اور انہیں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کو آج وہاں مشورہ کی اجازت دی گئی تھی، ان کے لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوئے اور ٹکراو کی فضاء پیدا ہوئی، پولس بھی کنٹرول نہیں کر سکی، اندر سے پتھر پھینکے جانے لگے، اس میں خاصے لوگ زخمی ہو گئے، اور اسی زخم کی تاب نہ لا کر ایک شخص کی شہادت ہوئی، دوسری طرف جب یہ حضرات رکاوٹیں دور کر کے اندر گھسے تو ان کو جو بھی چیز ملی، اس سے اندر والوں کی پٹائی کی اور کافی لوگ زخمی ہوئے، یہاں تک کہ ہر سال جو اجتماع وہاں ہوا کرتا تھا، بنگلہ دیش حکومت نے فی الحال اس سے منع کر دیا، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لڑائی وہاں شہر شہر قصبہ قصبہ پہنچ گئی ہے، یہ نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے، اگر مسلمان مسلمان ہونے کی وجہ سے اعدائے اسلام کے ہاتھوں زخمی ہوتے تو اس درجہ افسوس کی بات نہیں ہوتی، جتنی افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ مارنے والے بھی داڑھی، ٹوپی اور عمامہ والے ہیں اور مار کھانے والے بھی، دونوں طرف مسلمان، دونوں طرف بظاہر دین دار، دونوں ایک ہی مشن سے متعلق اور دونوں ایک ہی مقصد کے دعوے دار۔

ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ اس صورت حال کا علاج کیا ہے؟ اور ظاہر ہے کہ ہمارے لئے اس مرض کی وہی دوا باعث شفاء ہو سکتی ہے، جو قرآن مجید کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر مبنی ہو، قرآن مجید نے ہمیں پہلی تعلیم یہ دی ہے کہ ہم شیر و شکر ہو کر زندگی گزاریں، اختلاف سے بچیں اور اتحاد کا راستہ اختیار کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی رسی یعنی دین حق کو مضبوطی سے تھام لو اور یہ تھامنا اختلاف و انتشار کے ساتھ نہیں ہو، وحدت و اجتماعیت کے ساتھ ہو: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرّقوا** (آل عمران: ۱۰۳) اور قرآن مجید نے یہ بات بھی صاف کر دی کہ اہل ایمان اگرچہ دین پر قائم ہوں، پھر بھی اگر وہ اختلاف و انتشار سے دور نہ رہیں تو ان کی ہوا اُکھڑ جائے گی: **ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم** (انفال: ۴۶) اور اگر اختلاف دور نہ ہو پائے تو پھر صلح کی کوشش کی جائے، قرآن نے کہا ہے کہ صلح ایک بہتر عمل ہے: والصلح خیر (نساء: ۱۲۸) صلح آخرت کے اعتبار سے تو بہتر ہے ہی، دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر راستہ ہے؛ کیوں کہ اس میں نہ کوئی فریق جیتتا ہے اور نہ کوئی فریق ہارتا ہے، مسلمان تو مسلمان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہمیشہ صلح کی کوشش فرمائی ہے، مکی زندگی میں بھی آپ چاہتے تھے کہ مشرکین مکہ سے ایسی صلح کی صورت نکل آئے کہ مشرکین اور مسلمان دونوں امن و امان کے ساتھ رہ سکیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو پہلا کام یہی کیا کہ یہود کے ساتھ ایک صلح کی، باضابطہ اس کے لئے دستاویز مرتب کی اور سبھوں کے دستخط لئے، پھر آپ نے عرب کے مختلف قبائل کے ساتھ صلح کی، جس کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح حدیبیہ فرمائی، جس میں بظاہر اہل مکہ کی تمام شرطوں کو آپ نے قبول فرما لیا اور بہت سے مسلمان بھی محسوس کرنے لگے کہ اس صلح میں اہل مکہ کی زیادہ رعایت کی گئی ہے، تو جب غیر مسلموں سے صلح کی جا سکتی ہے تو اہل قبلہ، اہل ایمان اور ایک ہی مسلک و مشرب سے تعلق رکھنے والے مختلف گروہ کیوں آپس میں صلح نہیں کر سکتے؟

نہ صرف مسلمان فریقوں کا فریضہ ہے کہ وہ خود صلح کی طرف اپنے قدم بڑھائیں؛ بلکہ دوسرے مسلمانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تماشہ بین نہ بنیں، جیسے لوگ کُشتیوں کے مقابلے دیکھتے ہیں، اور تالیاں بجاتے ہیں، اسی طرح مسلمان اپنے بھائیوں کے اختلاف میں تماشہ دیکھنے والے، تالیاں بجانے والے اور کبھی اس فریق کو اور کبھی دوسرے فریق کو داد دینے والے نہ بن جائیں؛ بلکہ ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں؛ چنانچہ ارشاد ہے کہ ایک مو؟ من دوسرے مومن سے بے تعلق نہیں ہو سکتا، مسلمان بھائی بھائی ہیں؛ لہٰذا جب ان کے درمیان نزاع پیدا ہو جائے تو تمہاری ذمہ داری ہے کہ ان کے درمیان صلح کرا دو: **انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم** (حجرات: ۱۰)

صلح کی اعلیٰ شکل تو یہ ہے کہ دونوں مل کر ایک ہو جائیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو دوسری شکل ہے: عمل کا اشتراک، کہ دونوں چاہے تنظیمی طور پر متحد نہ ہوں، اپنے اپنے طور پر کام کریں؛ لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مشترک چیزوں میں تعاون و تناصر قائم رہے، آپ کسی گروہ کے ساتھ مل کر مستقل طور پر کام نہ کریں؛ لیکن اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں اور جس حد تک آپ کو اتفاق ہے، اُس حد تک ان کے ساتھ رہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اہل کتاب سے فرمایا گیا کہ اگرچہ ہمارے درمیان بہت سارا اختلاف ہے، سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہمارے ایمان کی اساس ہے، اور اہل کتاب اس کو نہیں مانتے؛ لیکن کم سے کم توحید و آخرت کے عقیدہ کو ہم دونوں تسلیم کرتے ہیں، تو اسی مشترک ایجنڈے کی بنیاد پر ہم ایک دوسرے کو قبول کر لیں۔

صلح کی تیسری صورت تقسیم کی ہوتی ہے، چاہے تقسیم کام کے اعتبار سے ہو یا وقت کے اعتبار سے، یا علاقہ اور مقام کے اعتبار سے، مثلاً فلاں علاقہ میں آپ کام کریں اور فلاں علاقہ میں ہم کام کریں گے، یا فلاں مسجد میں آپ کا اجتماع ہو اور دوسری مسجد میں ہمارا اجتماع ہو، ہم ایک دوسرے کے معاملہ میں دخل انداز نہ ہوں، یہ بھی اختلاف کو دور کرنے کی ایک مضبوط بنیاد ہوتی ہے، اسلام کے سیاسی نظام کی بنیادی سوچ یہی ہے کہ پورا دار الاسلام اور تمام مسلم علاقے ایک ہی جھنڈے کے نیچے ہوں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد تک یہی کیفیت برقرار رہی، خلیفہ راشد سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اہل شام نے الگ مملکت قائم کر لی، اس وقت بعض صحابہ اور اکابر تابعین کی رائے یہی تھی کہ یہ اپنی اپنی جگہ رہیں، جنگ سے بچیں؛ تاکہ مسلمانوں کی خوں ریزی نہ ہو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد نواسہ رسول حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایثار سے کام لیتے ہوئے اقتدار سے دست برداری اختیار کی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ امت کے دو گروہوں میں اتحاد پیدا فرمائے گا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے عالم اسلام کے فرماں روا ہوئے، بنوامیہ کے نوے سالہ اقتدار کے بعد بنوعباس کی حکومت قائم ہوئی اور افسوس کہ بنوامیہ اور پھر بنوعباس کا یہ پورا دور کچھ نیک دل حکمرانوں کو چھوڑ کر آپسی کشاکش اور قتل و خوں ریزی کا رہا۔

عباسی دور میں اندلس کے علاقہ پر بنوامیہ کی حکومت قائم ہو گئی تھی، دار الاسلام کی وحدت کا جو تصور تھا، اب اس کا تحقق اسی طرح ہو سکتا تھا کہ یا تو بنوعباس اسپین پر اپنا اقتدار قائم کر لیں، یا بنوامیہ عالم اسلام کے اس وسیع خطہ کو اپنے ساتھ ملا لیں؛ تاکہ دار الاسلام کی وحدت برقرار رہے؛ لیکن بعد کے فقہاء نے اس بات کی گنجائش نکالی کہ ایک سے زیادہ مسلم مملکتیں بھی ہو سکتی ہیں، اس میں مملکت اسلامی کے پھیلاو کے علاوہ غالباً یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ اگر اس کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایسی صورت حال میں ہر مسلم حکمراں دوسرے کے زیر اقتدار خطہ کو اپنے قبضہ میں لینا چاہے گا، اور انجام کار مسلمانوں کی خون ریزی ہوگی، یہ مصلحت کے اعتبار سے بہت اچھی رائے تھی؛ چنانچہ بعد کو ایک ہی عہد میں کئی مسلم مملکتیں قائم ہوئیں اور انہوں نے اپنے اپنے حلقہ اقتدار میں حکمرانی کا نظم چلایا، یہ گویا ایک تقسیم تھی جس کے ذریعہ مصالحت کی راہ نکالی گئی، اسی طرح جب مسلمانوں کے مختلف گروہوں اور تنظیموں میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو ایک ایسی درمیان راہ نکالی جا سکتی ہے کہ دونوں کا وجود باقی رہے، ایک دوسرے کے نظام میں دخل اندازی نہ کریں اور تقسیم کی کوئی صورت ایسی بن جائے کہ ٹکراؤ کے مواقع پیدا نہ ہوں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

عہد فاروقی: تاریخ اسلامی کا زریں باب

مولانا نورالحق رحمانی استاذ المعهدالعالی امارت شرعیه

تاریخ اسلام میں خلافت راشدہ کا زمانہ عہد رسالت کے بعد اسلام کا سب سے زیادہ سنہرا دور شمار کیا جاتا ہے، جس کا سلسلہ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوکر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ششماہی خلافت پر ختم ہوتا ہے، یہ کل تیس سالہ دور ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ خلافت (علی منہاج النبوۃ) میرے بعد تیس سال رہے گی۔

اس میں حضرت صدیق اکبر کا زمانہ مختصر ہے، یعنی دو سال سے کچھ زیادہ، لیکن اس لحاظ سے یہ دور نہایت اہمیت کا حامل ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو بہت سارے فتنے یک بارگی رونما ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر نے اپنی غیرت اسلامی اور فراست ایمانی سے ان سب پر قابو پایا اور ان سب کا استیصال کیا اور اسلام کو از سر نو زندگی ملی، لیکن ایک منظّم اسلامی جمہوری حکومت کا باقاعدہ آغاز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہوا، ان کے زمانہ میں بڑے بڑے فتوحات ہوئے، روم وایران کی عظیم الشان سلطنتیں جو اپنے زمانہ کی سوپر پاور حکومتیں تھیں وہ سب فتح ہوکر اسلامی حکومت میں شامل ہوگئیں، فتوحات فاروقی کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل بیان کیا جاتا ہے، اس طرح اسلامی حکومت کی جغرافیائی حدود ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ تک پھیل گئے اور اس پورے وسیع خطہ ارض پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

لیکن مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: فتوحات سے بڑھ کر حضرت عمرؓ کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہبی بنیادوں پر ایسے آئین حکومت مرتب کردئے، ایسا عادلانہ نظام قائم کردیا جو مسلمانوں کی جملہ سعادتوں اور ترقیوں کا ضامن تھا اور جس سے بڑھ کر عادلانہ نظام اس دور ترقی میں بھی پیش نہیں کیا جاسکتا (تاریخ اسلام جلد اول ۱۹۴)

اس حکومت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی جس کا حکم خود اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو دیا، فرمان باری تعالیٰ ہے: وشاورھم فی الامر (سورہ آل عمرآن ۱۵۹) ائے نبی اپنے صحابہ سے معاملات میں مشورہ کیجئے، اسی طرح سورہ شوری میں ارشاد فرمایا گیا کہ مسلمانوں کے معاملات آپ کے مشورہ سے طے پاتے ہیں: وامرھم شوری بینھم (سورۃ الشوریٰ ۳۸) چنانچہ حکومت کے تمام مسائل مجلس شوری میں پیش ہوتے اور ارباب شوری کے مشورے سے طے پاتے، اس مجلس میں اکابر صحابہ شامل تھے، مثلاً حضرت عثمان غنی، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۷) اس کے علاوہ دیگر اہم امور کے لئے ممتاز صحابہ مہاجرین وانصار کی خصوصی مجلس تھی جس میں ہر مسلمان کو اظہار رائے کی آزادی دی، اور لوگ اپنے اس حق کا استعمال کرتے اور بسا اوقات امیر المومنین کو ٹوکتے جس کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

مشورہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو مسجد میں ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان ہوتا، لوگ جمع ہوجاتے تو حضرت فاروق اعظمؓ دو رکعت نماز پڑھ کر مشورہ طلب امور کو حاضرین کے سامنے پیش فرماتے، پھر ہر ایک سے رائے سامنے آنے کے بعد آپ جو مناسب سمجھتے فیصلہ کرتے، اس حکومت میں اظہار رائے کی آزادی تھی، ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتا تھا، امیر المومنین کے کسی عمل کے سلسلے میں کسی کے ذہن میں کوئی خلش ہوتی یا ان کی کسی پالیسی سے کسی کو اختلاف ہوتا تو ہر کوئی برملا اس کا اظہار کرسکتا تھا، اور امیر المومنین اس کا جواب دیتے اور اسے مطمئن کرتے۔

ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یآیھا الناس اسمعو واطیعوا لوگو! میری بات سنو اور مانو، اتنے میں سلیمان نامی ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا: لاسمع ولا طاعۃ نہ ہم آپ کی بات سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے، امیر المومنین نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا مال غنیمت کی تقسیم میں آپ نے ہر ایک کو ایک ایک چادر دی ہے، اس سے ہم لوگوں کا کرتا اور تہبند نہیں بن سکا، آپ تو ہم لوگوں سے زیادہ بلند قامت ہیں پھر اس ایک چادر سے آپ کا ازار اور کرتا کیسے بن گیا، کیا آپ نے انصاف نہیں کیا او عام لوگوں سے زیادہ کپڑا لے لیا؟ خلیفہ دوم نے فرمایا کہ اس کا جواب عبداللہ ابن عمر دیں گے، پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وضاحت کی کہ میں نے اپنے حصے کی چادر بھی ابا جان کو دیدی اور اس طرح دو چادروں سے ان کا جوڑا تیار ہوگیا، اس جواب سے معترض کو اطمینان ہوگیا تو کہا کہ اب آپ فرمائیں آپ کی بات سنی اور مانی جائے گی۔ اور امیر المومنین کے دربار میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اظہار رائے کی آزادی حاصل تھی، چنانچہ جب لوگ شادی میں زیادہ مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا، اس لئے کہ شادی میں کم خرچ کو بابرکت اور پسندیدہ قرار دیا گیا، ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مئونۃ (مشکوۃ، کتاب النکاح) اس لئے آپ نے چاہا کہ اس سلسلے میں مہر میں مبالغہ کرنے سے لوگوں کو منع کریں اور اس کی آخری حد متعین فرمادیں جو کہ بعض روایات میں چالیس اوقیہ چاندی کا تذکرہ ہے، چنانچہ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے لوگو! عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، اس لئے کہ اگر یہ چیز دنیا میں عزت کی اور آخرت میں تقوی کی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے، آپ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کو اور اپنی بیٹیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ مہر نہیں دیا تھا، چنانچہ ایک عورت نے اٹھ کر کہا: ائے عمر! اللہ تو ہمیں دیتا ہے اور تم ہمیں محروم کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تم نے اپنی کسی بیوی کو ڈھیر سا مال دیا ہو تو اس سے کچھ واپس مت لو (یعنی اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اپنی بیوی کو ڈھیر سا مال مہر میں دے سکتا) اس پر عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ ایک عورت نے درست کہا اور عمر نے غلطی کی، پھر آپ نے اس پر نکیر چھوڑ دی، اور سرکاری فرمان کو واپس لے لیا، شاہ معین الدین ندوی تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت عمر نے جس وقت مسند خلافت پر قدم رکھا، اس وقت کوئی بڑا انظام حکومت نہیں تھا، آپ نے دس سالہ عہد حکومت میں نہایت وسیع نظام قائم کردیا، تمام مفتوحہ ممالک کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کردیا، مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین، مشرق میں خراسان، اذر بائیجان اور فارس کے تین صوبے علیحدہ تھے۔''

ہر صوبہ میں حاکم اعلی، میر منشی، کلکٹر، افسر پولس، خزانچی اور قاضی ہوتے تھے، بعض حالات میں سپہ سالار بھی الگ ہوتا تھا، لیکن عموما فوج کی سپہ سالاری بھی حاکم عام سے ہی متعلق ہوتی تھی، اضلاع میں صرف کلکٹر، افسر، خزانہ اور قاضی ہوتے تھے۔ (طبری ۲۶۴) چنانچہ کوفہ میں حضرت عمار بن یاسر والی، عثمان بن حنیف کلکٹر، عبداللہ بن خلف میر منشی تھے۔

دوسرا مرحلہ عمال کے انتخاب کا تھا، حضرت عمرؓ اس میں بڑی احتیاط برتتے تھے، اس معاملہ میں آپ کی نگاہ ایسی صحیح اور دقیقہ رس تھی کہ جس کام کے لئے جس کو منتخب کرلیتے تھے دوسرا اس کے لئے نہ مل سکتا تھا، اس لئے جو شعبہ جس سے متعلق ہوتا تھا اسے وہ درجہ کمال تک پہنچا دیتا تھا، اور عہد فاروق کی فتوحات اور انتظامی ترقیاں اس کی شاہد ہیں، اس جوہر شناسی کے باوجود اہم عہدہ داروں کا انتخاب بھی مشورہ سے کرتے تھے۔ (تاریخ اسلام ۱/۱۹۵)

رعایا کی خبر گیری اورحالات سے واقفیت کے لئے راتوں کوگشت کرنا:

ایک کامیاب حکمراں کی علامت یہ ہے کہ وہ رعایا کی خبر گیری کرے اور ان کے حالات کا جائزہ لیتا رہے، اور عام لوگوں کی رسائی اس تک آسان ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ ہر نماز کے بعد مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ جاتے اور عام لوگوں میں سے جسے بھی کوئی ضرورت ہوتی وہ آپ سے آکر ملتا اور اپنی حاجت ان کے سامنے پیش کرتا۔ (الطبقات الکبری ۳/۲۱۸)

امیر المومنین کو اللہ کا خوف اور اپنی ذمہ داری کا احساس عوام الناس کے احوال کے تفقد پر آمادہ کرتا تھا، وہ لوگوں سے چھپ کر اور راتوں کو بھیس بدل کر مدینہ کی گلیوں کا گشت کرتے اور لوگوں کا پتہ چلاتے تاکہ جن لوگوں کی رسائی امیر المومنین تک نہ ہوسکے یا جو اپنی شرافت اور شرم وحیا کی وجہ سے اپنی حاجت دربار خلافت تک پیش نہ کرسکیں ان کی دادرسی اور حاجت روائی کی جاسکے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ وہ سخت تاریک اور سردی کی رات میں شہر کی گلیوں کا چکر لگاتے ہوئے مدینہ منورہ سے تین میل باہر نکل گئے، آپ کے ساتھ آپ کے غلام اسلم بھی تھے، ایک جگہ دور سے آگ جلتی ہوئی نظر آئی، جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے، اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں، اس سے پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں گھر میں کھانے کا کوئی سامان نہیں ہے، کئی وقتوں سے فاقہ ہے، ان بچوں کی تسلی کے لئے خالی ہانڈی چولہے پر چڑھا رکھی ہے، اس میں پانی اور سنگریز کے علاوہ کچھ نہیں ہے، بچوں کو بہلانے کے لئے میں نے یہ حیلہ اختیار کیا تاکہ اس سے ان کی تسکین ہوجائے اور وہ سوجائیں، امیر المومنین یہ سنکر کانپ اٹھے اور فورا اپنے غلام کے ساتھ مدینہ واپس آئے اور بیت المال میں داخل ہوکر آٹے کی بوری، کھجور اور گھی وغیرہ نکالا اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ اسے میری پیٹھ پر لاددو، غلام نے کہا کہ اسے میں آپ کی طرف سے اٹھا لیتا ہوں، امیر المومنین نے دوبارہ فرمایا کہ اسے میری پیٹھ پر ڈالو، کل قیامت کے دن تم میرا بوجھ نہیں اٹھاؤ گے، پھر وہ اسے لے کر تیزی کے ساتھ عورت کے خیمے کی طرف چلے اور منزل پر پہونچ کر ان سامانوں کو عورت کے سپرد کیا اور عورت کے ساتھ مل کر کھانا بنانے لگے، چولہے میں نیچے سے پھونک مارتے تو دھواں ان کی گھنی ڈارھی کے بیچ نظر آتا، جب حلوہ پک کر تیار ہوگیا تو ماں نے بچوں کو کھلایا، امیر المومنین نے بھی ان کی تسلی کی خاطر کھانے میں شرکت کی، جب بچوں نے شکم سیر ہوکر کھالیا تو آپ کو قلبی اطمینان ہوا، عورت نے آپ کو دعا دی اور کہا کہ عمرؓ کے مقابلے میں تم خلافت کے زیادہ مستحق تھے، پھر آپ باقی سامانوں کو اس کے پاس چھوڑ کر رخصت ہوئے اور عورت سے کہا کہ کل تم دربار خلافت میں آؤ، انشاء اللہ میں بھی وہاں رہوں گا، اور خلیفۃ المسلمین سے سفارش کرکے تمہارا وظیفہ جاری کرادوں گا، اگلے دن وہ عورت دربار خلافت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ لوگ اسی شخص کو امیر المومنین کہہ کر پکار رہے ہیں جس نے اس کی اور اس کے بچوں کی خدمت میں رات گذاری تھی، یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہاء نہ رہی اور ڈر کے مارے گویا اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی، لیکن امیر المومنین نے اس کو تسلی دی اور ڈھارس بندھائی اور اس کے بچوں کے لئے روزینہ مقرر کردیا (ملخص از تاریخ الطبری ۲/۷۴۲-۷۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ تجار کا ایک قافلہ مدینہ سے باہر عیدگاہ میں آکر خیمہ زن ہوا، حضرت امیر المومنین حضرت عبداللہ بن عوف کے ہمراہ چوروں سے اس کی حفاظت کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور پہرہ دیتے ہوئے اور نماز پڑھتے ہوئے وہاں رات گذاری، ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو وہاں پہونچ کر اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈرو! اور بچہ کو بہلاؤ اور چپ کرو، پھر لوٹ کر اپنی جگہ پہونچے تو دوبارہ بچے کے رونے کی آواز آئی تو دوبارہ جاکر اس کی ماں کو تنبیہ کی پھر اپنی جگہ لوٹ آئے، رات کے اخری پہر میں پھر رونے کی آواز سنی تو پھر آکر ماں کو ڈانٹا کہ تو بڑی بے رحم ماں ہے، بچے کو دودھ کیوں نہیں پلاتی؟ ماں جواب دیتی ہے کہ بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے، اس لئے کہ امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچے دودھ نہ چھوڑ دیں اس وقت تک ان کا وظیفہ بیت المال سے مقرر نہ کیا جائے، اس لئے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں اس پر وہ روتا ہے، یہ سنکر امیر المومنین کانپ گئے اور بہت متاثر ہوئے دل میں کہا کہ کتنے بچوں کے قبل از وقت دودھ چھڑانے کی ذمہ داری عمر پر عائد ہوتی ہے، دوسرے دن یہ منادی کرادی کہ بچے کی پیدائش ہی کے دن سے اس کا وظیفہ جاری کیا جائے (الطبقات الکبری ۳/۲۲۸) اس حیثیت سے حضرت عمر فاروقؓ کا عہد خلافت تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور دنیا والوں کے لئے نمونہ ہے۔

عیدالاضحیٰ اور قربانی

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ

عیدالاضحیٰ وہ دن ہے،جس میں حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی قربانی اللہ رب العزت نے قبول فرمائی اورامامت سے سرفراز کیا،اس دن ساری دنیا کے مسلمان اپنے اسلاف کی یادتازہ کرکے بارگاہ ایزدی میں سجدہ شکرنماز دوگانہ کی شکل میں ادا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے واقعہ کونقل کرتے ہوئے فرمایاہے:

﴿فَلَمَّابَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیۡ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْمَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُسَتَجِدُنِیۡ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ﴾(سورۃ الصفت:۱۰۲)

(سوجب وہ لڑکاایسی عمرکوپہنچاکہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگاتو ابراہیم نے فرمایاکہ برخوردار میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کوذبح کررہا ہوں سوتم بھی سوچ لو،تمہاری کیارائے ہے؟وہ بولے: اباجان!آپ کوجوحکم ہواہے،آپ کیجیے،ان شاءاللہ آپ مجھ کوصبرکرنے والوں میں پائیں گے۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اہل وطن سے مایوس ہوگئے اوران کے بھانجہ حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ جب کوئی ایمان نہیں لایاتو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ حضرت سارہؓ اورحضرت لوط علیہ السلام کولے کرشام تشریف لے گئے،ان کوکوئی اولادنہیں تھی؛اس لیے انہوں نے اللہ رب العزت سے دعاکی کہ اے پروردگار!مجھے ایک نیک فرزنددے،چنانچہ آپ کی دعاقبول ہوئی اوراللہ نے آپ کوایک حلیم المزاج لڑکا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیدائش کی بشارت دی،پھرحضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں لے کراللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ گئے اورخانہ کعبہ کے قریب انہیں رہنے کے لیے چھوڑکرواپس ہوگئے،پھردرمیان میں مکہ مکرمہ آتے رہے،حضرت اسماعیل علیہ السلام جب چلنے پھرنے لگےتو حضرت ابراہیم علیہ السلام کومتواترتین دن خواب میں دکھایاگیاکہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کوذبح کررہے ہیں۔

اس واقعہ کاحضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے تذکرہ کیااوران سے رائے طلب کی؛تاکہ ذبح کی اذیت سہنے کے لیے پہلے سے تیارہوجائے،یااگرتذبذب ہوبھی توسمجھایاجاسکے؛لیکن وہ بیٹابھی اللہ کے خلیل کا بیٹا تھا اوراسے خودمنصب رسالت پرفائز ہونا تھا،اس نے جواب میں کہا کہ اباحضور!حکم خداوندی کوبجالایئے،ان شاءاللہ مجھے آپ صبرکرنے والوں میں پائیں گے۔

جب وہ اللہ کے حکم کے آگے جھک گئےتو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کولےکرمنی کی وادی کی طرف لےکر گئے،وہاں شیطان نے تین مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی ہرمرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کنکریوں سے مارکر بھگایا،آج تک ایام حج میں منی کے جمرات پراسی محبوب عمل کی یادگارکنکریاں مارکرمنائی جاتی ہے،بالآخرجب دونوں باپ بیٹے،یہ انوکھی عبادت انجام دینے قربان گاہ پہنچے اورزمین پرانہیں پیشانی کے بل لٹادیااورچھری چلانی شروع کی توغیب سےآوازدی گئی:﴿وَنَادَیۡنٰـہُ اَنۡ یّٰاِبۡرٰہِیۡمُ،قَدۡصَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا اِنَّاکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾(سورۃ الصفت:۱۰۵)

(ہم نے ان کوآوازدی کہ ابراہیم!تم نے خواب کوخوب سچ کردکھایا،ہم مخلصین کوایساہی صلہ دیتے ہیں۔)

اس کے بعداللہ نے اس کے عوض میں ایک بڑاذبیحہ جنتی مینڈھا کی شکل میں عطاکیا؛ تاکہ اس کی قربانی کرسکے۔ارشادالٰہی ہے:﴿وَفَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ﴾(سورۃ الصفت:۱۰۷)(اورہم نے ایک بڑاذبیحہ اس کےعوض میں دیا۔)

عیدالاضحیٰ(بقرعید)کادن جوہم مسلمانوں کے لیےخوشی اورعیدکادن ہے،یہ حضرت ابراہیم واسماعیل اوران کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی قربانیوں اورحکم خداکی فرماں برداری کی یادگارہےاورقیامت تک قائم رہے گی،خداوندعالم کاہزارہزارشکرہے کہ ہم لوگوں کواس شہنشاہ رب العالمین نےاپنے بندوں اوردوستوں میں ٹھہراکراپنے پیارےاورخلیل کی یادقائم رکھنے کی خدمت ہمارے متعلق کردی،اگرہماری عقل وایمان کی آنکھوں میں کچھ بھی روشنی ہےتوہمارے لیےاس سے بڑھ کرکوئی فخراورخوشی نہیں ہوسکتی کہ پروردگارعالم نے ہمیں اپنےمخلص بندوں کےساتھ رکھاہے،جیساکہ ارشادہے:﴿اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰہِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ وَھٰذَاالنَّبِیُّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡاوَاللّٰہُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾(سورۃ آل عمران:۶۸)

(ابراہیم کےساتھ سب سےزیادہ مناسبت اورمشابہت ان لوگوں کوہے،جوان کےساتھ تھےاورحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کواوران کےماننے والےمسلمانوں کواوراللہ مومنوں کاوالی ہے۔)

قربانی کرناہرایسےمقیم مسلمان پرواجب ہے،جوعیدالاضحیٰ کےایام میں صاحب نصاب ہو،ان ایام میں اللہ تعالیٰ کےنزدیک محبوب عمل جانورکی قربانی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےارشادفرمایاہے:

”ماعمل آدم من عمل یوم النحرأحب إلی اللّٰہ من اھراق الدم، إنہ لیأتی یوم القیامۃ بقرونھا وأشعارھا وإن الدم لیقع من اللّٰہ بمکان قبل أن یقع بالأرض فطیبوا بھا نفسا“.(سنن الترمذی،باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ:۸۳/۴)

(عیدالاضحیٰ کےدن بندوں کےسب کاموں میں اللہ کےنزدیک زیادہ پیاراکام قربانی کاخون بہاناہے،اس سےبڑھ کراللہ کوکوئی عمل پسندنہیں،قربانی میں جوجانورذبح کیاجاتاہے،اسی طرح بلاکسی نقصان کےاپنے سینگھوں اوربالوں سمیت قیامت کےدن حاضرہوگااورقربانی کےجانورکاخون زمین پرگرنےسےپہلے بارگاہ خداوندی میں قبول ہوجاتاہے۔)

لیکن قربانی کرنےسےپہلےنمازعیددورکعت اداکرناواجب ہےاوریہ جماعت کےساتھ اداکی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایاہے:

”إن أول مانبدء بہ فی یومناھذا أن نصلی ثم نرجع فننحرمن فعلہ فقد أصاب سنتنا ومن ذبح قبل فإنما ھولحم قدمہ لأھلہ لیس من النسک فی شیء“.(سنن الترمذی،باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ:۸۳/۴)

(قربانی کےدنوں میں ہماراپہلاکام یہ ہےکہ ہم نمازپڑھیں اورنمازسےواپس آکرقربانی کریں،جوایساکرے گاتواس نےہمارےطریقہ پرعمل کیااورجس نےنمازسےپہلےقربانی کیاتووہ اس کےگھروالوں کےلیے گوشت ہے،عبادت میں اس کاشمارنہ ہوگا۔)

حضرت زیدبن ارقم رضی اللہ عنہ سےروایت ہےکہ صحابہ کرام نےآپ صلی اللہ علیہ وسلم سےدریافت کیاکہ یہ قربانی کیاچیزہےتوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا:

”سنۃ أبیکم إبراھیم علیہ السلام،قالوا:فمالنافیھا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟قال:بکل شعرۃحسنۃ“.(سنن ابن ماجۃ،باب ثواب الأضحیۃ:۱۰۴۵/۲)

(تمہارےباپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے،پھرصحابہ نےعرض کیاکہ ہم کواس میں کیاثواب ملتاہے؟آپ نےفرمایاکہ ہرایک بال کےبدلےایک نیکی۔)

اس لیےمسلمانوں کوچاہیےکہ وہ شوق اورخوشی سےتندرست اورصحیح وسالم،بےعیب جانوروں کی قربانی کریں،حضرت براءبن عازب رضی اللہ عنہ نےفرمایاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارےدرمیان کھڑے ہوکرارشادفرمایا:

”لاتجوزفی الأضاحی العوراء بیّن عورھا والمریضۃ بیّن مرضھا والعرجاء بیّن ظلعھا والکبیرۃ التی لاتنقی“.(سنن أبی داؤد،باب مایکرہ من الضحایا،رقم الحدیث:۲۸۰۲)

(قربانی میں ایسےاندھےجانورکی قربانی جائزنہیں ہے،جس کااندھاپن ظاہرہواوربیمارجس کی بیماری ظاہرہو، ایسےلنگڑےکی جس کالنگڑاپن ظاہرہواورایسابوڑھاجومذبح تک نہ جاسکے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےبہترین اورفربہ جانورکی قربانی دی تھی۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتےہیں:”ضحی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بکبشین أملحین فرأیتہ واضعا قدمہ علی صفاحتھما یسمی ویکبرفذبحھما بیدہ“.(صحیح البخاری،باب من ذبح الأضاحی بیدہ،رقم الحدیث:۵۵۵۸)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نےدوچتکبرےمینڈےکی قربانی دی،چنانچہ میں نےآپ کودیکھاکہ آپ اپنے پیرمبارک کوان دونوں کےچہرےکےایک حصہ پررکھےہوئےاللہ کانام اورتکبیرپڑھ رہےتھے،چنانچہ آپ نےدونوں کواپنےہاتھ سےذبح کیا۔)

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سےبارہویں کی غروب تک قربانی کاوقت ہے،حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتےتھے: ”أیام النحر ثلاثۃ أولھن أفضلھن“۔(مختصر الکرخی حاشیۃ البخاری،باب من قال:الأضحی یوم النحر)(قربانی تین دن تک کیاجاسکتاہے،ان میں پہلادن سب سےافضل ہے۔)

قربانی کاگوشت خودکھائے،اپنےدوست واحباب اورمتعلقین کوکھلائےاورفقراءومساکین کوہدیہ دے،اس میں کوئی قیدنہیں ہےکہ کس کوکتنادےاورخودکتناکھائے،البتہ مذہب حنفی کےمطابق تہائی گوشت فقراومساکین کودینامستحب ہے،روایتوں میں آیاہےکہ کچھ دنوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےقربانی کےگوشت کوتین دن سےزیادہ رکھنےسےمنع فرمایاتھا،اس کےبعدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےارشادفرمایا:

”کلواوتزودواوادخروا“۔(صحیح لمسلم،باب بیان ماکان من النھی عن أکل لحوم الأضاحی،رقم الحدیث:۱۹۷۲)(کھاؤ،دوسروں کوکھلاؤاورجمع کرکےرکھو۔)

بڑےجانورمثلااونٹ،گائےاوربھینس کی قربانی سات آدمی کی طرف سےکیاجاسکتاہےاورسات حصہ ایک آدمی کی اپنی طرف سےبھی قربانی میں دےسکتاہے،البتہ بکری،دنبہ،مینڈھاوغیرہ میں صرف ایک آدمی قربانی کرسکتاہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایاہے:”البقرۃعن سبعۃ والجزورعن سبعۃ“.(سنن أبی داؤد،باب البقروالجزورعن کم تجزی،رقم الحدیث:۲۸۰۸)(گائےاوراونٹ سات آدمی کی طرف سےقربانی میں دیاجاسکتاہے۔)

عیدخوشی کادن ہے،اس دن اللہ کی طرف سےبندوں کی مہمان نوازی کی جاتی ہے؛اس لیےاس دن روزہ رکھناحرام ہے۔حضرت عمربن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتےہیں:

”ھذان یومان نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صیامھما، یوم فطرکم من صیامکم والیوم الآخرتأکلون فیہ من نسککم“۔(صحیح البخاری،باب صوم یوم الفطر،رقم الحدیث:۱۹۹۰)(ان دونوں دن کےروزہ رکھنےسےرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےمنع فرمایاہے، ایک:تمہارےروزہ کےافطارکےدن،دوسرا:جس دن تم اپنی قربانی کےگوشت کوکھاتےہو۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سےمروی ہے:”إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن صیام یومین یوم الأضحی ویوم الفطر“۔(صحیح لمسلم،باب تحریم صوم یومی العیدین،رقم الحدیث:۱۱۳۸)(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےدودن کےروزہ رکھنےسےمنع فرمایاہے،ایک:یوم الاضحیٰ،دوسرے:یوم الفطر۔)

اللہ تعالیٰ ہمیں عیدالاضحیٰ کی عبادت اورقربانی جیسی عبادت کی توفیق دےاوراپنی جان ومال کواللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرنےکی توفیق دے،آمین!

ہندو پاک کی سفارتی کش مکش

احمد جاوید

آپ نے البرٹ کامیو کا نام سنا ہوگا۔ یہ فرانس کا ایک مشہور ادیب، صحافی اور فلسفی تھا۔ کامیو ۱۹۱۳ء میں الجیریا میں پیدا ہوا جو اس وقت فرانس کی کالونی تھا۔ اس کا باپ پہلی جنگ عظیم کے پہلے ہی مہینے میں مارا گیا۔ اس کی ماں نے گھروں میں صفائی کا کام کرکے اپنے خاندان کو سنبھالا جس میں دو بچے، ایک دادی اور ایک اپاہج چچا شامل تھا۔ دوسری عالمی جنگ میں فرانس پر نازیوں کے قبضے کے دوران کامیو پیرس آ گیا۔ وہ اس وقت الجیریا میں صحافی کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس نے یہاں آکر اخبار 'کومبیٹ' نکالا۔ اس کی کتابیں اور مضامین ہاتھوں ہاتھ لیے گئے۔ وہ اپنے مشہور معاصر ژان پال سارتر کے ہم خیالوں میں شمار کیا جاتا تھا جو ملک کے نوجوانوں میں بے حد مقبول تھا لیکن کامیو کو اپنے عین عروج کے دنوں میں کچھ سوالوں نے گھیر لیا جن کے جواب ڈھونڈنے کے لیے اس نے پوری دنیا کی تاریخ کھنگال ڈالی۔ اس کی توجہ سب سے زیادہ انقلابیوں کی اس وحشت و بربریت نے اپنی جانب کھینچ لی جو انقلاب فرانس کے دنوں میں اس کے ملک کے چپے چپے پر مسلط تھی۔ اس نے بہت غور وفکر اور گہری تحقیق کے بعد ایک کتاب لکھی 'باغی'۔ ژان پال سارتر اور اس کے دوسرے معاصرین کو یہ پسند نہیں آئی۔ ان کا خیال تھا کہ لوگوں کو کسی نیک مقصد کے لیے جدو جہد کرنے سے دور رکھنے کے لیے ایسی تحریریں لکھوائی جا رہی ہیں لیکن کامیو نے ہمت نہیں ہاری، اپنے موقف سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا، اپنی سوچ پر نہ صرف قائم رہا بلکہ باضابطہ تحریک چلائی۔

خیال رہے کہ یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا جب یوروپی قومیں نیشنلزم کے جنون میں مبتلا تھیں اور ایک دوسرے کو مات دینے کی ہر ممکن چالیں چل رہی تھیں۔ کامیو اور اس کے ساتھیوں نے ۱۹۴۴ء میں فرنچ کمیٹی فار یوروپین فیڈریشن (CFFE) قائم کی۔ اس نے پوری قوت سے اقوام یوروپ کو یہ باور کرانے کی جدوجہد کی کہ یوروپ معاشی ترقی، جمہوریت اور امن کی راہ پر جب ہی آگے بڑھ سکتا ہے کہ قومی ریاستیں ایک فیڈریشن بن جائیں۔ ۲۲ تا ۲۵ر مارچ ۱۹۴۵ء کو یوروپین فیڈریشن مومنٹ کی پہلی کانفرنس ہوئی تھی اور یہ ۱۹۵۷ء میں اس وقت غیر متحرک ہوئی جب چرچل کا یوروپین انیگریشن کا آئیڈیا آیا اور مقبول ہوا۔ برطانیہ کے وزیراعظم ونسٹن چرچل کو ہم میں سے کون نہیں جانتا۔ یہ شخص بھی کامیو کی طرح ادیب ومصنف تھا، اس کا معاصر تھا، مصوری سے خاص شغف رکھتا تھا اور اس نے کتابیں لکھیں جن میں 'تاریخ جنگ عظیم دوم' دو جلدوں میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۵۳ء میں اسے ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ چرچل اعلیٰ درجے کا مدبر لیکن انتہائی قدامت پرست سیاست دان تھا۔ اس کی قوم پرستی کا عالم یہ تھا کہ وہ کسی بھی قیمت پر برطانوی نوآبادیات کو آزاد کرنے کے حق میں نہ تھا، وزیراعظم کی حیثیت سے برطانوی پارلیمنٹ میں اس نے ہندوستان کی آزادی کی سخت مخالفت کی تھی۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کی شکست میں اس کی مدبرانہ حکمت عملی نے اہم کردار ادا کیا تھا اور دوسری جنگ عظیم کا فاتح اعظم اسی کو مانا جاتا ہے۔ چرچل اپنے انتہا پسندانہ افکار کی وجہ سے ہدف تنقید رہا ہے لیکن اس کے لیے اسے ہمیشہ یاد رکھا جائیگا کہ اس نے یوروپ کی نجات خطہ کی قوموں کے پرامن وخوشگوار سیاسی، سماجی اور معاشی تعلقات میں دیکھی، اس کے لیے باضابطہ تحریک چلائی، یہاں تک کہ اس کو یوروپین یونین کے تصور کا خالق اور اس کے قیام کا اولین محرک مانا جاتا ہے، آپ اس کو بابائے یوروپی اتحاد کہہ سکتے ہیں۔ اقوام یوروپ ترقی، خوشحالی اور باہمی تعاون کی جس راہ پر آج نظر آتے ہیں اس پر ان کو لگانے کا سہرا کامیو جیسے صحافیوں، ادیبوں، دانشوروں اور چرچل جیسے مدبر سیاستدانوں کے ہی سر جاتا ہے۔ اب آئیں، اس اکیسویں صدی میں اپنی قوموں اور اپنے ملکوں کی یہ تصویریں ملاحظہ کریں۔ جمعرات کو خلیج عمان میں پراسرار حملوں میں دو تیل بردار جہاز تباہ ہوگئے، دونوں جہاز امریکی بحریہ ففتھ فلیٹ کے تھے۔ تائیوان کے ریاستی تیل ریفائنر سی پی سی کارپوریشن کے ترجمان وو آئی فینگ کے مطابق یہ بیڑا تائیوان کے لیے ۷۵۰۰۰ ٹن نیفتھا لے جا رہا تھا اور شک ہے کہ اس کو "تارپیڈو" کیا گیا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ پومپیو کا الزام ہیکہ اس میں ایران ملوث ہے۔ ان جہازوں کے عملہ کے زیادہ تر افراد کا تعلق روس، جارجیا اور فلپائن سے تھا۔ حملے کا نشانہ بننے والا ایک تیسرا جہاز ایک جاپانی کمپنی کا تھا۔ اس پر میتھول لدا ہوا تھا، اس جہاز پر عملے کے اکیس ارکان تھے اور یہ سب فلپائنی ہیں۔ شکر ہے کہ ان میں سے کسی جہاز میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ ایرانی وزیر خارجہ محمد جواد ظریف کے مطابق جاپان سے متعلق آئل ٹینکرز پر حملے ایسے وقت پر ہوئے ہیں جبکہ جاپانی وزیراعظم تہران میں ہیں اور سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای ان کے ساتھ تفصیلی اور دوستانہ بات چیت کر رہے ہیں۔ ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے جب اسی قسم کا ایک حملہ خلیج میں فجیرہ کے مقام پر ہوا تھا اور پورے خطہ میں سخت کشیدگی پھیل گئی تھی۔

دوسری تصویر جمعرات کو کرغزستان میں شروع ہونے والے شنگھائی کوآپریشن آرگنائزیشن (SCO) کے سربراہی اجلاس کی ہے۔ چین نے کئی برس کی مزاحمت کے بعد ہندوستان کو ہموار کرنے کے لیے اقوام متحدہ کی 'دہشت گردوں' کی فہرست میں مسعود اظہر کی شمولیت کی حمایت کی تھی۔ پھر شنگھائی کوآپریشن آرگنائزیشن (SCO) کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے سابق وزیر خارجہ سشما سوراج نے پاکستان کی فضائی حدود سے گزرنے کی درخواست کی اور پاکستان نیاس خواہش کا احترام کیا۔ اس اجلاس کے دوران ہندو پاک کیوزرائے خارجہ کی ایک ہوٹل کی لابی میں 'اچانک' گپ شپ بھی ہوگئی۔ سشما سوراج نے شاہ محمود قریشی کا منھ 'میٹھا' کرنے کے لئے لڈو وغیرہ بھی پیش کردیے۔ سفارت کاری کی پیچیدگیوں کا علم رکھنے والا کوئی ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہندوپاک جیسے پڑوسیوں کے وزرائے خارجہ کی ملاقاتیں 'اچانک' نہیں ہوا کرتیں۔ اس ملاقات کے بعد پاکستان کے وزیراعظم نے وزیراعظم ہند کو باہمی امور میں مذاکرات کے آغاز پر آمادہ کرنے کے لیئیبا قاعدہ چٹھی بھی لکھ دی۔ پھر حکومت ہند نے پاکستان سے درخواست کی کہ اس کے وزیراعظم کو کرغزستان کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکستانی فضائی حدود سے پرواز کرنے کی سہولت فراہم کی جائیاور پاکستان نے اس درخواست کا مثبت جواب دیا۔ سمجھا جا رہا تھا کہ اب الیکشن ہو چکا ہے، ہندوپاک کے وزرائے اعظم کی ملاقات کی راہ ہموار کی جا رہی ہے جو کرغز میں ہوگی لیکن پھر ہماری وزارت خارجہ نے اعلان کردیا کہ وزیراعظم نریندر مودی پاکستانی فضائی حدود سے گزرنے کے بجائے عمان اور ایران کی فضاؤں سے اڑتے ہوئے کرغزستان جائیں گے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نئی قومی تعلیمی پالیسی کے مسودہ کا جائزہ

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

مشہور سائنسدان ڈاکٹر کے کستوری رنگن کی قیادت والی کمیٹی نے آخرنئی قومی تعلیمی پالیسی کا ڈرافٹ وزیر برائے فروغ انسانی وسائل اور ترقی رمیش پوکھریال نشنک کے سپرد کر دیا۔ نئی قومی تعلیمی پالیسی بی جے پی کے انتخابی منشور کا حصہ تھی۔ کستوری رنگن کمیٹی نے سابق کابینہ سکریٹری ٹی ایس سبرامنیم کی سربراہی والے پینل کی رپورٹ کو بھی دھیان میں رکھا، اس وقت اس کی صدارت اسمرتی ایرانی کر رہی تھیں۔ مودی حکومت نئی تعلیمی پالیسی کو جلد از جلد لاگو کرانے کے تئیں بے حد سنجیدہ ہے۔ راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور خود وزیراعظم نریندر مودی اس معاملہ میں خاص طور پر دلچسپی لے رہے ہیں۔ وزیر فروغ انسانی وسائل رمیش پوکھریال نشنک اسے لاگو کرانے کے امکانات تلاش کرنے کیلئے ماہرین ودانشوروں سے میٹنگیں کر رہے ہیں۔ دیگر افراد سے بھی رائے لی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں کئی دور کی گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ اسے لے کر وزیراعظم سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ وزیراعظم کی خواہش ملک کے تعلیمی نظام کو رٹا مارنے کے رجحان اور نمبروں کی ہوڑ سے باہر نکالنے کی ہے۔

ملک میں مربوط تعلیمی نظام کی ابتداء لارڈ میکالے نے کی تھی۔ اس کا مقصد برٹش حکومت کو چلانے کیلئے مقامی مین پاور کی فراہمی تھا۔ میکالے کے تعلیمی نظام نے یہ ذمہ داری بخوبی انجام دی۔ آزادی کے بعد تعلیمی نظام کو ملک کے مزاج سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ آزاد بھارت کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے عہدہ سنبھالنے کے بعد 18 فروری 1948 کو پریس کانفرنس میں تعلیم کے تعلق سے اپنے نظریہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ صحیح طور پر آزادانہ اور انسانی قدروں سے بھرپور تعلیم ہی لوگوں میں زبردست تبدیلی لاسکتی ہے اور انہیں ترقی کی طرف لے جاسکتی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ مشرقی اور مغربی علوم میں ہم آہنگی پیدا ہو اور تعلیم سے شخصیت سازی کا کام لیا جائے۔ یہ تعلیم کا سب سے مفید پہلو ہے اور اسی سے معاشی وتمدنی نظام بھی بہتر ہو سکے گا۔ اسی فکر کے پیش نظر 1968 میں ڈاکٹر رادھا کرشنن کی نگرانی میں تعلیمی رپورٹ تیار کی گئی۔ 1968 کی تعلیمی رپورٹ کو عملی شکل دینے کیلئے وسائل کا فقدان رہا، اس کی وجہ سے قومی نظام تعلیم ان توقعات پر پورا نہیں اتر سکا جس کا خواب دیکھا گیا تھا۔ سماجی انحطاط اور اخلاقی پستی پر گرچہ بہت حد تک قابو پایا گیا لیکن پوری طرح اس کا سدباب نہ ہو سکا۔ پھر 1986 میں نئی قومی تعلیمی پالیسی لائی گئی۔ 1992 میں پلان آف ایکشن اور 2005 میں قومی نصاب۔ اب 2019 کی مجوزہ قومی تعلیمی پالیسی زیر بحث ہے۔

مجوزہ قومی تعلیمی پالیسی انگریزی کے ساتھ ہندوستانی زبانوں وسنسکرت یا لبرل آرٹ کو فروغ دینے پر زور دیتی ہے۔ سابقہ کمیٹیوں کی طرح کستوری رنگن کمیٹی نے بھی اسکولوں میں سہ لسانی فارمولہ کے نفاذ کو منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ نرسری سے پانچویں جماعت تک بچوں کو ان کی مادری زبان میں تعلیم دینے کی حمایت کرتی ہے۔ ریاست کی بنیادی زبان کے ساتھ اسکولی نصاب میں تیسری زبان کے طور پر ہندی کو لازمی کئے جانے کی سفارش پر ہوئے شوروغل کے بعد ترمیم شدہ ڈرافٹ میں لازمی کی جگہ لچکدار لفظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں ایک سے 18 سال کی عمر تک کے بچوں کو لازمی مفت معیاری تعلیم دینے کو کہا گیا ہے۔ پہلی جماعت کے بجائے نرسری اور آٹھویں کے بجائے 12 ویں تک مفت لازمی تعلیم کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے حق تعلیم قانون میں توسیع کرنا بھی اس پالیسی میں شامل ہے۔ موجودہ اسکولی نصاب اور درسی کتب میں فلکیات، فلسفہ، نفسیات، یوگ، فن تعمیر، طب کے ساتھ ساتھ سیاست، حکومت، سماج اور ہندوستانی علوم میں معاونت کرنے والے ہندوستانیوں کے مضامین کو شامل کرنے کی تجویز ہے۔ 2020 تک قومی درسیات کے خاکہ پر نظر ثانی کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔ نئی نصابی کتب کی تیاری اور اعلیٰ درجے کے تراجم کا حصول بھی پالیسی کا اہم حصہ ہے۔ تجویز یہ بھی ہے کہ پالی، فارسی اور پراکرت زبانوں کیلئے ایک الگ نیشنل یونیورسٹی قائم کی جائے۔

تعلیمی پالیسی کا ڈرافٹ پڑھنے کے ساتھ سیکھنے پر مرکوز ہے۔ سیکھنے کو لکھائی پڑھائی تک محدود نہ رکھ کر اسے سہ نصابی واضافی نصابی سرگرمیوں سے جوڑا جائے گا، جیسے آرٹ، موسیقی، کھیل کود، یوگ، سماجی خدمت اور دستکاری وغیرہ۔ کمپیوٹر اور تکنیک کے زمانہ میں کمپیوٹر کے ذریعہ امتحان اور ہنر پر مبنی نصاب کی سفارش بھی کی گئی ہے۔ ڈرافٹ میں کہا گیا ہے کہ دسویں اور بارہویں بورڈ امتحانات میں بچوں کے تناؤ کو کم کرنا چاہئے۔ طلبہ کو بورڈ امتحانات میں مضامین کو دوہرانے کی اجازت دینے کیلئے پالیسی بنانے کو کہا گیا ہے۔ اس کے تحت طالب علم کو جس سیمسٹر میں لگتا ہے کہ وہ امتحان دینے کیلئے تیار ہے، اس وقت اس کا امتحان لینا چاہئے۔ بعد میں اگر اسے لگتا ہے کہ وہ اور بہتر کر سکتا ہے تو اسے امتحان دینے کا ایک اور موقع دینا چاہئے۔ کمیٹی نے نیشنل تعلیمی کمیشن بنانے کا مشورہ بھی دیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ ملک میں تعلیم کے نقطۂ نظر کو ڈولپ، لاگو، جائزہ اور ترمیم کیا جا سکے۔ کمیٹی کی بڑی سفارش انسانی وسائل کی وزارت کو پھر سے وزارت تعلیم کا نام دیئے جانے کی ہے۔

موٹے طور پر نئی تعلیمی پالیسی نے 5+3+3+4 کے تعلیمی فارمولے پر اسکولی تعلیم کو چار حصوں میں بانٹا ہے۔ اس طرح اب اسکول کی تعلیم بارہ سال سے بڑھا کر 15 سال کیا جانا تجویز کیا گیا ہے۔ گریجویشن میں تین اور چار سالہ ڈگری کا مشورہ دیا ہے۔ چار سالہ ڈگری پروگرام میں پڑھائی کرنے کے بعد طالب علم ایک سال میں ماسٹر ڈگری کر سکتا ہے۔ بی ایڈ کے دو سالہ ڈگری کورس کو بند کر مخصوص یونیورسٹیوں کو چار سالہ بی ایڈ کورس چلانے کی اجازت دی جائے گی۔ تاکہ اسکولوں کو اچھے اساتذہ مل سکیں۔ سفارش ہے کہ دنیا کے اعلیٰ 200 اداروں کے کیمپس انڈیا میں کھولے جائیں۔ نالندہ، تکشیلا کی طرز پر بھارت کی قدیم جامعات کو آگے بڑھایا جائے۔ ملٹی ڈسپلنری یونیورسٹی وکالج کھولے جائیں، جو ایک ساتھ کئی مضامین کی پڑھائی کراتے ہوں۔ یو جی سی کو تحلیل کر ہایئر ایجوکیشن کمیشن آف انڈیا ایکٹ 2018 بنایا جائے۔ نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی سے سبھی داخلہ اور مقابلہ جاتی امتحانات کرائے جائیں۔ نیشنل اسکالرشپ فنڈ ایجاد ہو، تاکہ طلبہ کو تعلیم میں آگے بڑھنے کا موقع ملے اور غریب طلبہ کو فیس معافی کی سہولت ملے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

چین میں اویغور مسلمانوں پر بدترین مظالم جاری ہیں: پومپیو

امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے کہا ہے کہ اویغور مسلمان اقلیت سے چین کی بدسلوکی کے باعث موجودہ عالمی تاریخ میں انسانی حقوق کا انتہائی سنگین بحران پیدا ہوا ہے۔ گذشتہ دنوں واشنگٹن میں آزادی مذہب کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے، انھوں نے کہا کہ ''چین ہمارے عہد کے انسانی حقوق کے بحرانوں کی بدترین مثال ہے اور یہ صورت حال اس صدی کا ایک بدنما داغ ہے۔'' انہوں نے چینی حکومت کے اہلکاروں پر الزام لگایا کہ وہ کانفرنس میں شرکت کرنے والے دوسرے ملکوں کو دھمکاتی رہی ہے، امریکہ ان ملکوں کو دھیان میں رکھے گا جو چین کے دباؤ کے نتیجے میں کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان کا نام ظاہر کیے بغیر پومپیو نے ان ملکوں پر زور دیا کہ وہ چین کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا حوصلہ پیدا کریں۔ دوسری طرف چین کی حکومت نے ان الزامات کو مسترد کیا ہے کہ وہ مذہبی آزادی کے حوالے سے حقوق کی خلاف ورزی کر رہی ہے، وزارت خارجہ کے ترجمان لوکونگ نے کہا کہ خود ساختہ مذہبی عقوبت کے الزامات کی صورت حال ایک غلط الزام ہے، چین مطالبہ کرتا ہے کہ امریکہ چین کی مذہبی پالیسیوں اور چین میں آزادی مذہب کی صورت حال سے متعلق اپنا زاویے نظر درست کرے اور دوسرے ملکوں کے معاملات میں مداخلت کے لیے مذہب کا استعمال بند کرے۔'' اقوام متحدہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ چین نے کم از کم ۱۰/لاکھ اویغور نسل کے افراد کو حراستی مراکز میں جھونک رکھا ہے۔ اس ماہ کے اوائل میں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کونسل میں تقریباً دو درجن ملکوں نے چین سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ملک کے مغربی سنکیانگ علاقے میں اویغور افراد پر مظالم ڈھانا بند کرے۔ (وائس آف امریکہ)

سعودی عرب میں قرأت اور اذان کا عالمی مقابلہ، اول انعام ۵/ملین ریال

سعودی عرب میں حکومت کی جنرل تفریحی اتھارٹی نے قرأت قرآن اور اذان کے عالمی مقابلوں کا اعلان کیا ہے جس میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے کو بالترتیب ۵/ملین اور ۲/ملین ریال بطور انعام دیے جائیں گے، جنرل تفریحی اتھارٹی کے چیئرمین ترکی الشیخ کی طرف سے جاری بیان کے مطابق ان مقابلوں میں اب تک ۱۶۲/ملکوں کے ۵۶۰۰۰/سے زائد افراد نے اپنے ناموں کا اندراج کرایا۔ جن میں سے ۲۱/ہزار شرکاء کے نام کو شارٹ لسٹڈ کیا گیا ہے، ان میں قرأت کے لئے گیارہ ہزار اور اذان کے مقابلے کے لیے ۹/ہزار سے زائد افراد شامل ہیں۔ اب دوسرے مرحلہ میں سلیکشن اور شارٹ لسٹنگ ہوگی، جو ۲۴/جولائی سے ۲۳/اگست جاری رہے گی، اس کے بعد ۲۴/اگست سے ۲۴/ستمبر تک لائیو کارکردگی کا مرحلہ ہوگا، آخر میں جیتنے والوں کا اعلان کیا جائے گا اور یہ مرحلہ ۲۵/ستمبر سے ۲۵/اکتوبر تک ہوگا۔ مزید معلومات کے لیے آفیشیل ویب سائٹ https://quranathanawards.com پر لاگ ان کریں۔ (بی بی سی لندن)

لیبیا میں کشتی حادثہ؛ ایک سو پچاس لوگوں کے مارے جانے کا خدشہ

لیبیا کے ساحل کے نزدیک دو کشتیوں کے حادثے کا شکار ہو جانے کے سبب ان میں سوار تقریباً تین سو لوگوں میں سے کم از کم ایک سو پچاس افراد کے ہلاک ہونے کا خدشہ ہے۔ لیبیا میں بین الاقوامی تارکین وطن تنظیم کے ترجمان صفا مسیھلی نے کہا کہ جمعرات کو طرابلس سے ایک سو کلومیٹر دور خومس شہر کے قریب دو کشتیاں غرقآب ہو گئیں۔ اقوام متحدہ کے سربراہ انتونیو گٹیر یس نے بھی اس حادثے پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ حادثے سے صدمے میں ہیں۔ (یو این آئی)

پومپیو نے برطانیہ کے نئے وزیر خارجہ سے عالمی مسئلوں پر بات چیت کی

امریکہ کے وزیر خارجہ مائک پومپیو نے برطانیہ کے نو منتخب وزیر خارجہ ڈومنیک راب سے فون پر ایران کے نیوکلیائی پروگرام سمیت مختلف عالمی مسئلوں پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکی وزارت خارجہ کی ترجمان موگن اورٹاگس نے جمعرات کو ایک بیان جاری کر کے یہ اطلاع دی۔ محترمہ اورٹاگس نے کہا کہ وزیر خارجہ مائک پومپیو نے آج برطانیہ کے وزیر خارجہ ڈومنیک راب سے فون پر مختلف اہم عالمی مسئلوں پر بات چیت کی۔ (یو این آئی)

امریکہ میں ۱۶/سال بعد سزائے موت کا قانون ایک بار پھر بحال

امریکی حکومت نے ۱۶/سال بعد ایک بار پھر سزائے موت کا قانون بحال کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے جس کے بعد رواں برس کے اختتام پر ۵/ملزمان کو سزائے موت دیئے جانے کا امکان ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی اٹارنی جنرل ولیم بار نے جیل انتظامیہ کو سزائے موت پر عمل درآمد کے لیے انتظامات کو مکمل کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رواں برس کے اختتام پر ۵/ملزمان کو سزائے موت دی جائے گی۔ اٹارنی جنرل نے مزید بتایا کہ سزائے موت پانے والے ملزمان قتل اور بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث ہیں جو کہ امریکی معاشرے میں ناقابل معافی جرم ہیں، ایسے ملزمان کو پھانسی کی سزا کا فیصلہ زیادتی کا شکار ہونے والوں اور ان کے اہل خانہ کی دادرسی کے لیے کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ امریکہ میں سزائے موت کو غیر انسانی قرار دیتے ہوئے اس پر عمل درآمد ۲۰۰۳ء سے بند کر دیا گیا تھا تاہم سزا کی بحالی کے بعد رواں برس کے اختتام تک ۵/ملزمان اپنے منطقی انجام تک پہنچ جائیں گے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

پاکستانی بس ڈرائیور کے بیٹے ساجد جاوید برطانوی وزیر خزانہ بن گئے

بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانیہ کے نئے منتخب وزیر اعظم بورس جانسن نے اپنی کابینہ کی تشکیل کی ہے، اور انہوں نے پاکستانی نژاد ساجد جاوید کو وزیر خزانہ کے عہدے پر فائز کیا ہے۔ ساجد جاوید برطانوی وزیر خزانہ کے عہدے پر فائز ہونے والے پہلے غیر سفید فام رکن پارلیمنٹ ہیں، برطانیہ میں وزیر خزانہ کا عہدہ وزیر اعظم کے بعد اہم ترین تصور کیا جاتا ہے، ساجد جاوید اس سے قبل تھریسا مے کی حکومت میں وزیر داخلہ کے عہدے پر بھی رہ چکے ہیں۔ واضح ہو کہ ۴۹/سالہ ساجد جاوید پاکستانی بس ڈرائیور کے بیٹے ہیں اور ان کی پیدائش روش ڈیل میں ہوئی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار وکیریئر

اردو اسسٹنٹ پروفیسر کے لیے نتائج کا اعلان

بہار پبلک سروس کمیشن نے نوٹیفکیشن نمبر 46/2014 کے تحت بہار کی مختلف یونیورسٹیوں میں اردو کے اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر بحالی کے لیے ۸۶/امیدواروں کو منتخب کیا ہے۔ سمری بختیار پور سب ڈویزن ضلع سہرسہ کے مخدوم چک محلّہ کے عبدالباسط حمیدی نے اسسٹنٹ پروفیسر کے امتحان میں پورے بہار میں اول مقام حاصل کیا ہے۔ واضح ہو کہ بی پی ایس سی کے ذریعہ کل ۱۰۲/عہدوں کے لیے تین سو سے زیادہ افراد انٹرویو میں شریک ہوئے تھے، جن میں سے ابھی صرف ۸۶/امیدواروں کا انتخاب ہوا ہے۔ پہلا مقام حاصل کرنے والے عبدالباسط حمیدی نے پٹنہ یونیورسٹی سے اردو سے ایم کیا ہے اور گولڈ میڈل حاصل کیا ہے، اس کے بعد انہوں نے جواہر لعل یونیورسٹی نئی دہلی سے انگریزی میں بھی ایم اے کیا ہے، انہوں نے انگلش اور اردو دونوں سے نیٹ کوالیفائی کیا اور جے آر ایف میں بھی کامیاب ہوئے، وہ جے این یو میں آل انڈیا ٹاپر بھی رہے ہیں۔ عبدالباسط حمیدی حافظ قرآن بھی ہیں اور جامع العلوم مظفر پور سے انہوں نے حفظ قرآن کی تکمیل کی ہے۔ ادارہ نقیب عبدالباسط حمیدی کو اور کامیاب ہونے والے سبھی امیدواروں کو مبارک باد دیتا ہے۔

ماب لنچنگ کے خلاف ۴۹/اور حمایت میں ۶۲/لوگوں نے وزیر اعظم کو لکھا خط

ماب لنچنگ اور جے شری رام نعرے کی مخالفت میں چند روز پہلے مختلف شعبوں کی ۴۹/شخصیات نے وزیر اعظم نریندر مودی کو خط لکھا تھا جس کی اب مخالفت کرتے ہوئے فلمی دنیا کے کئی معروف چہروں سمیت ۶۲/دانشوروں نے اپنا سخت ردعمل ظاہر کیا ہے۔ ملک میں ماب لنچنگ اور جے شری رام کے بڑھتے ہوئے مبینہ واقعات پر ۴۹/شخصیات نے مسٹر مودی کو اس سلسلے میں ہفتے کے روز ایک خط لکھ کر ایسے واقعات روکنے کی مانگ کی تھی۔ اسی کے جواب میں اب اداکارہ کنگنا رنوت، نغمہ نگار پرسون جوشی، وینا نواز پنڈت وشوموہن بھٹ اور فلم ڈائریکٹر مدھور بھنڈارکر سمیت اہم شخصیات نے خط لکھا ہے۔ ان شخصیات نے ۴۹/لوگوں کے ماب لنچنگ کے خلاف خط لکھنے پر اپنا غصہ ظاہر کرتے ہوئے اسے غلط قرار دیا۔ جن ۴۹/شخصیات نے مسٹر مودی کی تنقید کی تھی ان میں بھی زیادہ تر لوگ فلم انڈسٹری سے وابستہ ہیں۔ اس خط پر دستخط کرنے والے شخصیات میں انوراگ کشیپ، منی رتنم، شوبھا مدگل، کونکن سین شرما، ارپنا سین، شیام بینیگل، انوپم رائے، بنایک سین، سومترا چٹرجی اور ردھ سین اہم ہیں۔ خط میں وزیر اعظم سے پوچھا گیا تھا کہ ماب لنچنگ کے واقعات میں شامل ملزمین کے خلاف کیا ٹھوس کارروائی کی گئی ہے۔ انہوں نے مسٹر مودی سے مطالبہ کیا تھا کہ اس طرح کے واقعات میں ملوث افراد کی ضمانت نہیں ہونی چاہئے۔ لوگوں کا قتل کرنے والوں کو بغیر کسی مقدمے کے عمر قید کی سزا ہونی چاہیے۔ قصورواروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ خط میں مسٹر مودی سے کہا گیا ہے کہ آج ملک میں مذہب کے نام پر کچھ نہ کچھ ضرور ہو رہا ہے۔ ماب لنچنگ کے واقعات پر پارلیمنٹ میں صرف مذمت سے کام نہیں چلے گا۔ انہیں روکنے کے لئے مرکزی حکومت کو سخت اقدامات کرنے ہوں گے۔

یوپی میں آوارہ مویشی انتظامیہ کے گلے کی ہڈی بنے، گئوشالاؤں کی حالت بھی بدتر

اتر پردیش کی یوگی حکومت کے گائے کے نسل کی حفاظت کے حکم نامے نے اتر پردیش کے اکثر ضلعوں میں خطرناک صورت حال اختیار کر لی ہے اور آوارہ مویشی کئی ضلعوں میں انتظامیہ کے گلے کی ہڈی بنتے جا رہے ہیں۔ اگر انہیں نہ پکڑیں تو کسان پریشان ہو کر انہیں سرکاری اسکولوں میں باندھ رہے ہیں، اور اگر پکڑ کر گئوشالہ میں بند کریں تو ان کی خوراک کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ برسات کی وجہ سے آئے دن مویشیوں کی اموات بھی ہو رہی ہیں۔ بارہ بنکی ضلع کے ڈی ایم نے اس سلسلہ میں عوام سے مدد کی اپیل کی ہے۔ ڈی ایم کے مطابق ضلع میں ۲۹/گئوشالائیں ہیں جن میں ساڑھے تین ہزار سے زائد گائے کی نسل کے مویشی لا کر قید کیے گئے ہیں، جن کے لیے سایے کا بھی مناسب انتظام نہیں ہے، نہ پینے کے پانی کی وافر سہولت مہیا ہے، حکومت اتر پردیش نے اس کے لیے اپنے بجٹ میں ۶۰۰/کروڑ روپئے مختص کیے ہیں، جس کا بیشتر حصہ گئوشالاؤں کی تعمیر میں ہی خرچ ہو چکا ہے۔ ڈی ایم نے عوام سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جن کے دلوں میں بھی گائے کی محبت ہے وہ اپنی جیبیں ڈھیلی کریں، انہوں نے ایک بینک اکاؤنٹ نمبر جاری کر کے اس میں گایوں کی غذا کے لیے امداد کرنے کی گذارش کی ہے۔ خیال رہے کہ یہ صورت حال صرف ایک ضلع کی نہیں بلکہ پورے اتر پردیش کی ہے، ہر جگہ لوگ آوارہ پھرنے والے مویشیوں سے پریشان ہیں اور آئے دن گئوشالاؤں میں بے سہارا گائیں بھوک پیاس، شدت گرمی اور بارش کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مر رہی ہیں۔ ضلع لکھیم پور کھیری کے ایک گئوشالہ کے انچارج نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے گئوشالاؤں کو تیس روپئے فی مویشی دیے جا رہے ہیں جو کہ کافی کم ہیں، اگر حکومت نے انکے لیے مناسب سایہ اور معقول چارا پانی کا بندوبست نہیں کیا تو گایوں کی موت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

طلاق ثلاثہ پر پابندی کا بل تیسری بار لوک سبھا میں منظور

اپوزیشن اور این ڈی میں شامل جے ڈی یو کی مخالفت کے باوجود مودی حکومت کی جانب سے مسلم خواتین (تحفظ حق نکاح) بل ۲۰۱۹ء لوک سبھا سے پاس ہو گیا۔ نیز اب یہ بل راجیہ سبھا میں منظوری کے لیے بھیجا جائیگا، غور طلب ہے کہ یہ بل تیسری بار راجیہ سبھا جائے گا، کیوں کہ دو بار یہ بل لوک سبھا سے منظور ہونے کے باوجود راجیہ سبھا سے رد ہو چکا ہے۔ اس بار بھی مودی حکومت کے لیے بل کو راجیہ سبھا سے منظور کرانا آسان نہیں ہوگا کیوں کہ اس بل کے خلاف خود این ڈی اے میں شامل جے ڈی یو ہے اور اس کے ۶/ممبران راجیہ سبھا ہیں۔ اگر جے ڈی یو بل کی مخالفت کے اپنے فیصلے پر اڑی رہتی ہے تو اس مرتبہ بھی حکومت کو بل کو پاس کرانے میں ناکامی ہاتھ لگ سکتی ہے۔ اپوزیشن نے اس بل کو مسلم خواتین کے خلاف اور ان پر ظلم کے مترادف بتایا ہے۔ بحث کے دوران کانگریس سمیت کئی اپوزیشن پارٹیوں نے واک آؤٹ کیا۔ ایم آئی ایم کے لیڈر اسد الدین اویسی نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بل کی شدید مخالفت کی اور جم کر حکومت پر تنقید کی، انہوں نے کہا کہ حکومت ان ۲۳/لاکھ ہندو عورتوں کے لیے قانون کیوں نہیں بناتی جو بغیر طلاق کے شوہروں سے الگ کر دی گئی ہیں۔

طب و سائنس

کولیسٹرول کیا ہے؟

ڈاکٹر فیاض علیگ

جس طرح انسان ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔اسی طرح اس کی جسمانی مشقت بھی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔جدید دور کی اشیاء نے انسان کے لئے جہاں بہت ساری سہولیات پیدا کی ہیں۔ وہاں اس کے لیے بہت سے مسائل بھی پیدا ہو گئے ہیں۔اس لیے موجودہ دور میں ایسی بیماریاں بہت ہوتی چلی جا رہی ہیں۔کولیسٹرول ہر انسان میں پایا جاتا ہے اور یہ انسانی جسم کیلئے ہے بھی ضروری۔لیکن جب انسان نے چلنا پھرنا کم کر دیا ہے اور ورزش کو بھی چھوڑ دیا ہے تو پھر یہی چربی جو جسم کے لیے فائدہ مند ہے اس کی مقدار جسم میں زیادہ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔جو خون کی نالیوں کو تنگ کر دیتی ہے۔جس سے دل کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

کولیسٹرول کہاں سے آتا ہے؟ کولیسٹرول چربی یا لپڈ (Lipid) کی ایک قسم ہے۔کولیسٹرول کا زیادہ تر حصہ جگر میں بنتا ہے یعنی جگر کولیسڑول بنانے کی فیکٹری ہے۔جو بھی ہم کھاتے ہیں ان اشیا میں کچھ نہ کچھ کولیسڑول کی مقدار موجود ہوتی ہے۔کسی وجہ سے اگر اس سسٹم میں خرابی پیدا ہو جائے تو جگر کولیسٹرول زیادہ بنانے لگتا ہے۔

کن چیزوں میں کولیسڑول زیادہ پایا جاتا ہے؟

☆ مغز، کلیجی، گردے وغیرہ میں کولسٹرول بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

☆ چھوٹے اور بڑے گوشت میں۔☆ انڈے کی زردی میں

کن اشیاء میں کولیسٹرول کم مقدار میں پایا جاتا ہے؟

☆ مرغی اور مچھلی کے گوشت میں کولیسٹرول کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے۔

☆ نباتات سے حاصل کردہ غذا مثلاً پھل، سبزیاں، دالیں، میوہ جات میں بھی کولیسٹرول کافی کم ہوتا ہے۔

کولیسٹرول کی کتنی اقسام ہیں؟

کولیسڑول کی کئی اقسام ہیں جن میں مشہور تین ہیں۔

1۔ایچ ڈی ایل (Lipoprotein) Density High :HDL کولیسٹرول۔ اچھا کولسٹرول 2۔ ایل ڈی ایل (Low :LDL Lipoprotein Density (کولیسٹرول۔ برا کولسٹرول 3۔ ٹرائی گلیسرائیڈز)(Triglycerides

1۔ایچ ڈی ایل کولیسٹرول: یہ اچھا کولیسٹرول کہلاتا ہے۔یہ چربی کو خون کی نالیوں میں جمنے نہیں دیتا بلکہ ضرورت سے زیادہ کولیسٹرول کو جسم سے باہر بھی نکال دیتا ہے۔ایک صحت مند جسم میں ایچ ڈی ایل کولیسٹرول کی سطح 35 ملی گرام ہونی چاہیے جبکہ یہی سطح 60 ملی گرام ہو تو یہ دل کے مسائل سے تحفظ دیتی ہے۔اگر جسم میں ایچ ڈی ایل کی مقدار کم ہے تو سیر کرنے اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔روزانہ 35 منٹ سے ایک گھنٹہ کی سیر اس کے لیے کافی ہے۔

2۔ایل ڈی ایل کولیسٹرول۔ نقصان دہ کولیسٹرول:

اس کولیسٹرول کی زیادتی کی وجہ سے چربی خون کی نالیوں میں جمنا شروع ہو جاتی ہے۔جسے پلیک کہتے ہیں۔جو خون کی روانی میں رکاوٹ کا باعث بن سکتی ہے۔ایل ڈی ایل کی سطح 100 ملی گرام سے کم ہونا چاہیے جبکہ 160 سے 189 کے اعداد و شمار خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔کوشش کریں کہ ایل ڈی ایل کولیسٹرول کی سطح آپ کے جسم میں 100 ملی گرام سے زیادہ نہ ہوں زیادہ چکنائی والے کھانوں سے پرہیز اور موٹاپے پر قابو پانے کے لئے ورزش کریں اس طرح اس کی سطح معمول پر آجائے گی۔

ایل ڈی ایل کم کرنے کا طریقہ : صحت مند غذا کھا کر برے کولسٹرول کو کم کیا جا سکتا ہے۔گوشت کھانا کم کر دیں۔اسی طرح تلی ہوئی اشیاء بھی کھانا چھوڑ دیں۔سبزیوں کا استعمال زیادہ کر دیں۔اور روزانہ ورزش کرنے سے بھی کولیسٹرول کم ہو جاتا ہے۔ ناشتہ میں جو کا دلیہ کھائیں۔لیموں پانی میں ڈال کر پیئیں۔ریشے والے پھل کھائیں جیسے۔ چکوترا اور نارنج وغیرہ۔

3۔ٹرائی گلیسرائیڈ: ٹرائی گلیسرائیڈ خون میں چربیلے ذرات کی ایک قسم ہے۔زیادہ کھانے کے نتیجہ میں جسم میں ضرورت سے زیادہ خوراک چربی کی مقدار بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔اگر اس کی مقدار جسم میں زیادہ ہو تو ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے۔اس کی مقدار جسم میں ۱۵۰/ سے کم ہونی چاہیے۔

ٹرائی گلیسرائیڈ کم کرنے کا طریقہ : بازاری کھانے چھوڑ دیں۔ چربی والا گوشت، انڈے کی زردی، مکھن اور دوسری مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں۔سبزیاں کا استعمال زیادہ کر دیں۔روزانہ 30 سے 40 منٹ پیدل چلیں۔

کولیسٹرول کے لئے ہومیو پیتھک میں سرکوڈ اور نوسوڈ ادویات بہت کامیابی سے کام کرتی ہیں: ہومیو پیتھک میں دیگر ادویات ایسی چیزوں سے تیار کی گئی جو ہم روزانہ اپنے گھروں میں کھانے پکانے میں استعمال کرتے ہیں جن کا ضرورت سے زیادہ استعمال نقصان دہ ہوتا ہے ان ادویات سے آپ ایک ماہ میں کولیسٹرول، ٹرائی گلیسرائیڈ کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ **راشد العزیری ندوی**

آئی آئی ایم سی میں صرف تین طلبہ نے اردو صحافت میں داخلہ لیا

صحافت کو ہر دور میں عزت بخشی گئی ہے اور ایک صحافی کو ہمیشہ قابل اہمیت سمجھا گیا ہے، موجودہ دور میں صحافت کے پیشہ کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ اب یہ صرف اخبارات تک محدود نہیں رہی بلکہ ٹی وی، ویب سائٹس اور سوشل میڈیا تک جا پہنچی ہے اور معزز کارپوریٹ گھرانوں کو صحافیوں کی ضرورت رہتی ہے۔قدیم زمانے میں صحافی بننے کے لئے یونیورسٹیوں سے کورسز کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، مگر موجودہ دور میں صحافی بننے اور صحافت کے رموز و نکات سیکھنے کے لئے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کورسز کرائے جاتے ہیں اور کثیر تعداد میں طلبہ صحافت کے پیشے سے وابستہ ہونے کے لئے داخلہ لیتے ہیں، صحافت کے شعبہ میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن (آئی آئی ایم سی) نہ صرف ملک کا بلکہ ایشیا کا سب سے مایہ ناز صحافتی ادارہ تصور کیا جاتا ہے اور اس میں داخلہ لینا بھی کسی اعزاز سے کم نہیں ہے، آئی آئی ایم سی میں ہندی، انگریزی، ریڈیو ٹی وی، اشتہارات و رابطہ عامہ جرنلزم کے کورسز کرائے جاتے تھے، مگر سال ۲۰۱۳ء سے یہاں اردو جرنلزم سرٹیفکیٹ کورس کی شروعات کی گئی جسے ۲۰۱۷ء میں پی جی ڈپلومہ کورس میں تبدیل کر دیا گیا مگر افسوس کی بات ہے کہ جہاں ایک جانب دیگر کورسز میں داخلہ لینے کے لئے گہما گہمی رہتی ہے تو وہیں دوسری جانب جب سے اردو کا کورس شروع ہوا، اس کی کبھی سیٹیں پوری نہیں ہوتی اور ہمیشہ آدھی سے زائد سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں آئی آئی ایم سی میں رواں سال داخلہ لینے کے لئے گزشتہ یکم رمئی کو داخلہ جاتی فارم نکالا گیا تھا جس کی آخری تاریخ ۲۰ رتھی مگر افسوس اس سال صرف تین طلبہ نے اردو کے کورس میں داخلہ لیا ہے جبکہ یہاں اردو کی ۱۷ رسیٹیں ہیں، ادارہ نے طلبہ کی تعداد کم دیکھتے ہوئے مجبوری میں داخلہ کی تاریخ میں اضافہ کر دیا ہے اور اب اردو پی جی ڈپلومہ کورس سال ۲۰۔۲۰۱۹ء کے لئے ۲۹ر جولائی تک فارم جمع کئے جا سکتے ہیں، جس کا داخلہ جاتی امتحان اور انٹرویو ۳۱ر جولائی کو ہوگا، اردو میں داخلہ نہ لینے کے تعلق سے جب نمائندہ نے آئی آئی ایم سی کے ایڈمیشن انچارج آر کے چاؤلہ سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ شروعات سے ہی اردو کے کورس میں کبھی سیٹیں نہیں بھری ہے اور ۹ رطلبہ سے زیادہ طلبہ نے کبھی داخلہ نہیں لیا ہے، اس کورس میں داخلہ کی اہلیت صرف بی اے اور اردو زبان سے واقفیت ہونا ہے جس کی سالانہ فیس ۴۷ر ہزار روپے ہے۔فیس کے تعلق سے انہوں نے کہا کہ تین سو بی سی و پسماندہ طلبہ کی فیس آدھی کر دی جاتی ہے، آئی آئی ایم سی میں اردو کے کورس میں طلبہ کی تعداد میں کمی کے تعلق سے سابق طالب علم محمد تسلیم نے کہا کہ جب میں نے یہ کورس مکمل کیا تھا تو اس کی فیس ۳۳ر ہزار تھی جواب ۴۷ر ہزار جا پہنچی ہے، شاید اس وجہ سے طلبہ داخلہ لینے نہیں آرہے ہیں، وہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کی ایک وجہ دوری بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ دہلی کا آخری حصہ کہا جا سکتا ہے۔

ہنگاموں کے بیچ حق اطلاعات (ترمیمی) بل راجیہ سبھا میں پاس

ڈرامائی صورتحال میں اپوزیشن کے واک آؤٹ کے درمیان راجیہ سبھا نے جمعرات کو سرخیوں میں رہنے والے حق اطلاعات (ترمیمی) بل ۲۰۱۹ء کو صوتی ووٹ سے منظور لیا گیا اور اس پر پارلیمنٹ کی مہر لگ گئی۔اس سے پہلے ایوان نے اس بل کو راجیہ سبھا کی سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کے اپوزیشن کی تجویز کو ۱۱۷ر کے مقابلے ۷۵ر ووٹوں سے مسترد کر دیا۔ ووٹوں کی تقسیم کے دوران تیلگو دیشم پارٹی سے بھارتیہ جنتا پارٹی میں شامل ہوئے سی ایم رمیش ووٹنگ پرچیاں ارکان میں تقسیم کرنے لگے جسے دیکھ کر اپوزیشن نے زبردست ہنگامہ کر دیا اور مسٹر رمیش کے ہاتھ سے کانگریس کی ویلو ٹھاکر اور ترنمول کانگریس کی ڈولا سین نے پرچیاں چھیننے کوشش کی۔جس سے افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا، اس پر حزب اختلاف کے رہنما غلام نبی آزاد نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ ایوان میں پیش آیا یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ بی جے پی نے ۳۰۳ر نشستیں کس طرح جیتی ہے۔ایوان میں جو کچھ بھی ہوا ہے، اپوزیشن اس کی مخالفت کرتی ہے اور اس نے کہا کہ اسے حکومت پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔حکومت پارلیمنٹ کو محکمہ کی طرح چلانا چاہتی ہے اور اپوزیشن یہ نہیں ہونے دے گی۔اپوزیشن نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے انفارمیشن کمیشن کے اختیارات ختم ہو جائیں گے۔

سرکاری نوکریوں میں خواتین کو ملے ۲۰ر فیصد ریزرویشن

الٰہ آباد ہائی کورٹ کی فل بینچ نے سرکاری نوکریوں میں خواتین کو ۲۰ر فیصد ریزرویشن دینے کا فیصلہ کیا ہے۔کورٹ نے کہا ہے کہ جنرل اور ریزرو زمرہ کی سیٹوں پر اگر میرٹ میں خاتون کامیاب ہوتی ہے تو اسے اپنے زمرہ کے ۲۰ر فیصد کوٹے میں گنا جائے گا، جس زمرہ میں کوٹہ پورا نہیں ہوتا اس میں متعلقہ کوٹے کی کامیاب خاتون کو ہی جگہ ملے گی، اس زمرہ سے خاتون کا سلیکشن کرنے کے لئے نیچے منتخب مرد باہر جائے گا، منتخب خاتون اپنے زمرہ میں ہی رہے گی، ایک کیٹیگری کی منتخب خاتون کوٹہ پورا کرنے کے لئے دوسری کیٹیگری میں نہیں جا سکے گی، منتخب خاتون جنرل یا ریزرو زمرہ میں اپنی کیٹیگری میں ہی جا سکے گی۔یہ فیصلہ جسٹس سنیتا اگروال، جسٹس اشونی کمار مشرا اور جسٹس ڈاکٹر وائی کے شریواستو کی فل بینچ نے اجے کمار کی عرضی پر دو بنچوں کے فیصلوں میں تضاد سے اٹھے قانونی سوالوں پر غور کرتے ہوئے دیا، عرضی پر وکیل انل تیواری نے بحث کی، کورٹ نے خواتین کو اپنے زمرہ میں تناسب کے حساب سے نمائندگی دینے میں آرہی پریشانیوں کو دور کر دیا ہے، کورٹ نے کہا کہ اعلان شدہ خالی عہدوں کا ۲۰ر فیصد حصہ خواتین کے لئے محفوظ ہوگا، یہ جنرل اور ریزرو دونوں میں برابری سے نافذ ہوگا۔خاتون میرٹ میں منتخب ہونے کے باوجود اپنے زمرہ کے کوٹے میں شمار کی جائے گی، کورٹ نے قانونی سوال طے کرتے ہوئے عرضی کو باقاعدہ بنچ کے پاس بھیج دیا ہے، حکم نامہ کی کاپی چیف سکریٹری کو بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ حکم پر عمل درآمد ہو سکے۔

اورنگ آباد میں مسلم نوجوان کی پٹائی، غیر مسلم جوڑے نے جان بچائی

ہجومی تشدد جیسے ایک معاملے میں اورنگ آباد کے ہڈکو کارنر علاقے کے مظفر نگر میں ڈیوٹی سے لوٹ رہے ایک مسلم نوجوان کو روک کر زبردستی جے شری رام کا نعرہ لگانے کے لئے کہا گیا اور اس کے ساتھ مار پیٹ کی گئی، بیگم پیٹھ علاقے کے پولیس اسٹیشن میں اس سلسلے میں نامعلوم افراد کے خلاف کیس درج کر لیا گیا ہے۔عمران پٹیل ایک ہوٹل میں ملازمت کرتا ہے، رات ۱۲ر بجے وہ کام پر سے گھر لوٹ رہا تھا تبھی مظفر نگر میں ۱۰ر سے ۱۲ر نوجوانوں نے اس کی موٹر سائیکل روک کر اور اس کی چابی چھین لی، اسے جے شری رام کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا گیا اور مار پیٹ کی گئی، اس بیچ ایک غیر مسلم جوڑا وہاں پہونچ گیا جس نے عمران کی جان بچائی اور حملہ آوروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر وہاں سے بھگایا، اس واردات کی خبر دیکھتے ہی دیکھتے پورے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی مقامی افراد کی بڑی تعداد بیگم پیٹھ علاقے کے پولیس اسٹیشن پہنچ گئی اور حملہ آوروں کے خلاف کیس درج کرایا گیا، پولیس نے فی الحال نامعلوم افراد کے خلاف کیس درج کیا ہے۔

مڈبھیڑ کے بعد ٹرک پر لدے ۲۵ر مویشی برآمد، اکثریتی طبقہ کے بدمعاش کو لگی گولی

اتر پردیش ضلع رائے بریلی میں پولیس نے اکثریتی طبقہ کے مویشی اسمگلروں سے مڈبھیڑ کے بعد ٹرک پر لدے ۲۵ر مویشیوں (گائے، بیل) کو برآمد کیا، مڈبھیڑ کے دوران پولیس کی جوابی فائرنگ میں سنتوش نام کے ایک بدمعاش کو گولی لگ گئی، جسے علاج کے لیے لکھنؤ لے جایا گیا۔تھانہ انچارج سرینی راکیش سنگھ نے بتایا کہ ان ممنوعہ مویشیوں کو رگھوراج کھیڑا گاؤں کے پاس سے لاد کر کاٹنے کے لیے لے جایا جا رہا تھا۔بدمعاشوں کے قبضے سے ہتھیار بھی برآمد کیے گئے۔

بقیات

بقیہ اختلاف کیسے دور ہو .... اتحاد، اشتراک اور تقسیم کے علاوہ آخری راستہ یہ ہے کہ دونوں فریق اختلاف رائے کو برداشت کرنے پر آمادہ ہوجائیں، چاہے آپ کے خیال کے مطابق آپ حق پر اور دوسرا فریق غلطی پر ہو؛ لیکن آپ اپنی بات تو دلیل کے ساتھ پیش کریں اور اپنے طریقہ کار کے مطابق کام کریں؛ مگر دوسروں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں، جب کفر کے باوجود کسی کو غیر مسلم اپنے نقطہ نظر کو ماننے پر مجبور نہیں کرسکتا تو یہ بات کیسے روا ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دوسرے کو مجبور کرے، ہمیں یہ حق ہے کہ ہم اپنے نقطہ نظر کو صحیح سمجھیں؛ لیکن ہمیں اس بات کا حق نہیں ہے کہ ہم چاہیں کہ ساری دنیا خواہی نہ خواہی ہماری بات کو قبول کرلے، یہاں تک کہ مفتی کی بھی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ اگر اس سے کوئی بات دریافت کی جائے تو وہ اس کے بارے میں اپنے فہم کے مطابق شرعی نقطہ نظر کو پیش کردے، اور اگر دو گروہوں اور تنظیموں کا اختلاف ہو تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں طرف کے ذمہ داروں کو بلا کر ان کو سمجھائے اور اگر دونوں یا کوئی ایک گروہ آنے پر آمادہ نہ ہو تو دین کے وسیع تر مفاد کے لئے دونوں فریق کے پاس جا کر اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنوسلمہ کے دو خاندانوں میں پیدا ہونے والے اختلاف کی بنا پر خود تشریف لے گئے اور صلح کا راستہ نکالا؛ لیکن اگر فتویٰ دینا ہی ضروری ہوجائے تو مفتی کا کام صرف فتویٰ دینا اور شرعی نقطۂ نظر کو واضح کرنا ہے، فتوے کو نافذ کرنا نہیں ہے۔

بہر حال جہاں نہ دونوں گروہوں میں مکمل اتحاد کا راستہ نکل سکے، نہ اشتراک وتعاون کا اور نہ قابل قبول تقسیم کار کا، تو وہاں ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے، اور وہ ہے اپنی رائے پر استقامت کے ساتھ دوسروں کو برداشت کرلینا، قرآن مجید نے اہل کفر کے بارے میں یہ بات فرمائی کہ اگر وہ ایمان نہیں لا سکتے اور توحید کو قبول نہیں کرتے تو اب یہی راستہ ہے کہ اپنے اپنے طریقہ پر رہیں اور ایک دوسرے پر جبر وتشدد سے بچیں: **لکم دینکم ولي دین** (کافرون: ٦) ایک اور موقعہ پر فرمایا گیا: ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ایک شخص کو دوسرے شخص کے اعمال کا جواب دینا نہیں ہے، **لنا اعمالنا ولکم اعمالکم** (شوریٰ: ۵۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی ہدایت کے لئے جس طرح بے قرار رہتے تھے، قرآن نے اس پس منظر میں کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام دعوت دینا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے: **لست علیھم بمصیطر** (غاشیہ: ۲۲)

تبلیغی جماعت کی تحریک اس صدی میں اُٹھنے والی سب سے بڑی اسلامی تحریک ہے، جس کے اثرات پُر رونق شہروں سے لے کر دور دراز کے دیہاتوں تک، علماء سے لے کر جدید تعلیم یافتہ لوگوں تک، پڑھے لکھوں سے لے کر ناخواندہ اور ان پڑھ بھائیوں تک، شاہی درباروں سے لے کر غریبوں کی جھونپڑیوں اور ایک حد تک مسلمانوں سے لے کر غیر مسلموں تک وسیع ہیں، اور یہ اس تحریک کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے اخلاص اور جذبہ دروں کا اثر ہے، اس کام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد دوپہر کی دھوپ کی طرح واضح ہے، جو لوگ اس کام میں عملی طور پر لگے ہوئے ہیں، وہ بہت مبارک اور خوش قسمت ہیں اور ہم جیسے تہی دامان عمل کے لئے سرمایہ رشک بھی ہیں؛ لیکن ان احباب سے عرض ہے کہ اگر آپ کی تنگ نظری کی وجہ سے یہ کام بکھر جائے تو آپ جیسا کم نصیب بھی کوئی نہیں؛ اس لئے آپ کا فریضہ ہے کہ اتحاد کی طرف بڑھیں، اور یہ نہ ہوسکے تو اشتراک اور تقسیم کار کے ذریعہ کام کریں اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہو کہ اپنا کام کرتے رہیں اور دوسرے بھائیوں کو بھی برداشت کریں، یہ اکرام مسلم کا کم سے کم تقاضہ ہے! علماء سے بھی یہی درخواست ہے کہ آپ داعی بنیں داروغہ نہ بنیں، اگر آپ سے کوئی بات پوچھی جائے تو جو بات آپ کو سمجھ میں آئے، انہیں بتادیجئے؛ لیکن بتانے میں غلو نہیں ہو، منکَر جس درجہ کا ہو، نکیر بھی اسی درجہ کی ہونی چاہئے، مثال کے طور پر بنگلہ دیش ان دو تین مسلمان ملکوں میں ہے، جہاں سب سے زیادہ عیسائیت پھیل رہی ہے، جہاں قادیانی مشن پوری قوت کیساتھ سرگرم ہے اور ان ارتدادی سازشوں کے خلاف وہاں کی حکوت نے کبھی کوئی قدم نہیں اُٹھایا، اسی طرح وہاں لادینیت اور الحاد بھی روز بروز بڑھ رہا ہے، سودی نظام کو تقویت پہنچائی جارہی ہے، کتنے روہنگیائی مسلمان ہیں کہ بنگلہ دیش کے اجازت نہ دینے کی وجہ سے وہ سمندر میں غرق ہوگئے، انہیں بنگلہ دیش کے ایک ایسے غیر آباد جزیرے میں آباد کرنے کی بات چل رہی ہے کہ سمندر کا ایک طوفان پوری آبادی کو غرق آب کرکے رکھ دے گا؛ مگر افسوس کہ ان فتنوں کے خلاف وہاں کے علماء نے کوئی قابل ذکر کوشش نہیں کی، نہ جذبہ حمیت نے جوش مارا، نہ ان کی رگِ غیرت پھڑکی؛ لیکن آپسی اختلاف میں اس قدر جوش کا مظاہرہ کیا گیا کہ گویا غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شرکت کے لئے جارہے ہوں، یہ بے بصیرتی کی بات ہے کہ انسان اصل دشمن کا ادراک نہ کرپائے اور اپنے آپسی اختلافات میں الجھ کر رہ جائے۔

تبلیغی احباب کا فریضہ ہے کہ وہ ایسے معاملات میں فیصلے کے لئے چند ایسے علماء کا انتخاب کریں، جو دونوں گروہوں کے نزدیک متفق علیہ ہوں، علماء کا کام یہ ہے کہ وہ پوری دردمندی کے ساتھ اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کریں، خود فریق بننے سے بچیں، ضرورت پڑے تو لوگوں کی خوشامد کریں اور اگر اتفاق کی شکل پیدا نہ ہو تو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی تلقین کریں اور اگر کسی خاص بات کے بارے میں سوال کیا جائے تو مستفتی پر اس کا جواب واضح کردیں، ہمارے ملک میں اجتماعات صرف تبلیغی احباب ہی کے نہیں ہوتے، مختلف جماعتوں کے ہوتے ہیں، دیوبندیوں کے بھی ہوتے ہیں، بریلویوں کے بھی، جماعت اسلامی کے بھی ہوتے ہیں، اور اہل حدیث کے بھی، اس وقت جمعیۃ علماء ہند کے بھی دو حلقے قائم ہوگئے ہیں اور دونوں کے اجتماعات ہوتے ہیں، سوچئے کہ اگر مسلمانوں میں یہ ذہن بن جائے کہ ہمارے ہم فکر لوگوں ہی کا اجتماع ہو، دوسروں کا نہ ہو، اور اس کے لئے تشدد کا راستہ اختیار کیا جائے تو امت میں کیسا انتشار پیدا ہوگا، ملت اسلامیہ کس طرح بکھر کر رہ جائے گی، اور ہم بنیان مرصوص بننے کی بجائے ایک ایسی شکستہ دیوار بن جائیں گے، جس کی ہر اینٹ ایک دوسرے سے الگ ہو۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان۔

ضروری اعلان

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ایف سی آئی روڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار کا ممتاز آئی ٹی آئی ہے، اس کے الکٹرونکس اور پلمبر ٹریڈ میں سیٹیں خالی ہیں، خواہشمند طلبہ درج ذیل نمبرات پر رابطہ کرکے داخلہ لے سکتے ہیں۔ 9431281921/9835012335

پرنسپل مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ

بقیہ ہندو پاک کی سفارتی کش مکش .... پاکستانی میڈیا نے نقشوں کے ساتھ دعویٰ کیا کہ پاکستانی بلوچستان سے گزرے بغیر مودی جی کا عمان اور ایران کے راستے بھی کرغزستان پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ حکومت ہند نے اس دعویٰ کی تردید کے لئے 'متبادل راستے' کا نقشہ جاری کردیا۔ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے ایسے نقشوں کا اجراء انتہائی غیر معمولی واقعہ ہے۔ عمران خان سے مودی نے اس موقع پر ملاقات نہیں کی، دوسری طرف عمران بھی آنجناب کی موجودگی میں چینی اور روسی سربراہان مملکت کے ساتھ پہلو بدل بدل کر تصویریں بنوا رہا تھا جس کا پیغام کسی ذی شعور سے مخفی نہیں ہوسکتا۔ اس پورے سلسلہ واقعات پر نگاہ ڈالیں تو اس کے پیچھے وزیر اعظم مودی کا چین اور روس کو یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اگر وہ پاکستانی وزیر اعظم سے ان کی ملاقات کروانے پر بضد ہیں تو اس ملاقات کے نتیجے میں اسے 'کچھ ایسا' دینا یقینی بنائیں کہ وہ وطن پہنچ کر اپنے حامیوں کے جذبات کی تسکین کرسکیں۔ دوسری طرف ان کا پاکستانی ہم منصب بھی چھکے چوکے لگانے میں لگا ہوا ہے کہ ہم کسی قیمت پر بھارت کے سامنے جھکنے والے نہیں ہیں۔ یہ وزرائے اعظم اپنی اس حکمت عملی میں کتنے درست اور کامیاب ہیں اور اس کے نتائج کیا ہوں گے، یہ تو سفارتی امور اور بین الاقوامی تعلقات کے ماہرین ہی بتا سکتے ہیں، ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ اپنی برتری، ضد اور قومی فخر وغرور کی تسکین کے اس جذباتی کھیل نے پورے ایشیا اور اطراف کو جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے وہاں اس خطے کو بہت سے کامیو اور کئی چرچل کی ضرورت ہے، کاش! ہمارے قائدین ودانشوران وقت کی اس آواز کو سنتے اور آپسی تعلقات کو آتش فشاں نہ بننے دیتے!! اس کے علاوہ مجوزہ پالیسی کا ڈرافٹ نجی اسکولوں کو اپنا فیس ڈھانچہ طے کرنے کی آزادی دیتا ہے، من مانے طریقہ سے فیس بڑھانے کی مناہی کے ساتھ۔

بقیہ نئی قومی تعلیمی پالیسی کے مسودہ کا جائزہ ....

نئی تعلیمی پالیسی کے ڈرافٹ میں کئی ایسے پہلو ہیں جن پر تفصیل سے گفتگو درکار ہے۔ مثلاً نئی پالیسی پر عملدرآمد کیلئے جو وسائل درکار ہوں گے، کیا حکومت انہیں فراہم کرپائے گی، جبکہ گزشتہ پانچ سال کے دوران تعلیم پر کئے جانے والے اخراجات میں کٹوتی ہی ہوئی ہے۔ حق تعلیم کا قانون سرکاری اسکولوں پر لاگو ہوتا ہے۔ نجی اسکول اس سے مستثنیٰ ہیں۔ سرکاری اسکولوں کی حالت اور ان میں دی جانے والی تعلیم سے ہر کوئی واقف ہے۔ باوجود اس کے کہ کئی مقامات پر سرکاری اسکول ہی تعلیم کا واحد ذریعہ ہیں لیکن ان کی وجہ سے دو طرح کی سوسائٹی وجود میں آرہی ہے۔ ایک وہ جو آٹھویں جماعت تک پڑھنے کے بعد تیسری جماعت کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے، دوسرے وہ جو نجی اسکول سے معیاری تعلیم حاصل کر عملی زندگی میں آتے ہیں۔ اس فرق کو کم اور سب کو یکساں تعلیم کیسے ملے گی، نئی پالیسی میں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ حق تعلیم کے دائرے کو وسیع کرنے اور اسکولی تعلیم کو 12 سال سے بڑھا کر 15 سال کرنے کی منشاء کیا ہے؟ نجی اسکولوں کی فیس بڑھنے سے عام آدمی کیلئے بچوں کو پڑھانا دشوار ہوگا۔ سرکار اس سے کیسے نبٹے گی یہ نہیں بتایا گیا ہے۔ ہندوستانی زبانوں، تہذیب وثقافت کی ترقی کی تجویز اچھی ہے، لیکن موجودہ ماحول میں مختلف مذاہب کے الگ الگ زبانیں بولنے والوں کی تہذیبوں کے فروغ کو کیسے یقینی بنایا جائے گا ڈرافٹ میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

اقلیتوں کے تعلیمی حقوق کا تحفظ کس طرح کیا جائے گا، ڈرافٹ پالیسی میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ آئین کی دفعہ 29، 30 اور 31 جس میں اقلیتوں کو اپنی پسند کی تعلیم دینے، تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ اس پر یہ پالیسی خاموش ہے۔ مدارس دینیہ کو عصری تعلیم سے جوڑنے کی بھی بات نہیں کی گئی ہے۔ مدارس دور دراز علاقوں میں وسیع پیمانے پر تعلیم کے فروغ کا کام کررہے ہیں۔ حکومت ان کی تنظیم وتدوین کرکے ملک کی جامعات واعلیٰ اداروں سے جوڑ کر انہیں ملک کیلئے مفید بنا سکتی ہے، مجوزہ ڈرافٹ میں بہت سی خامیاں ہیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ ماہرین تعلیم اور دانشور ڈرافٹ پالیسی کا باریکی سے جائزہ لیں اور حکومت کو اپنی سفارشات ارسال کریں۔ تاکہ قومی تعلیمی پالیسی کو آخری شکل دیتے وقت ان سفارشات کو شامل کیا جاسکے۔ میکالے نے اپنی حکومت کی ضرورت پوری کرنے کیلئے ایک تعلیمی نظام قائم کیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس تعلیمی پالیسی کے ذریعہ کیا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ترقی، رواداری، بھائی چارہ، اخوت، انیکتا میں ایکتا یا پھر کسی خاص نکتہ نظر کا تسلط۔

مدرسہ اصلاح البنات سوبھن، ضلع دربھنگہ میں یک روزہ بین الاقوامی سیمینار

مدرسہ اصلاح البیان سوبھن، ڈاکخانہ لال شاہ پور، ضلع دربھنگہ کے ناظم ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد سابق چیرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ نے اطلاع دی ہے کہ نومبر کے پہلے عشرہ میں مدرسہ اصلاح البیان کے زیر اہتمام حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند کی حیات وخدمات پر بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد ہوگا۔ اس سیمینار میں شریک ہونے والے مقالہ نگاروں سے مختلف موضوعات پر مقالہ لکھنے کی گذارش کی گئی ہے، اہم موضوعات میں "مفتی ظفیر الدین صاحب بحیثیت مفتی دار العلوم دیوبند"، "بحیثیت مفسر قرآن" مختلف الجہات تصنیفات، اسلوب نگاری، حضرت سید سلیمان ندوی سے تعلقات اور استفادہ، امارت شرعیہ سے تعلقات، آپ کے اساتذۂ کرام، آپ کے نامور شاگردان، جنگ آزادی میں حصہ، امیر شریعت رابعؒ سے تعلقات، مفتی صاحب کی سادہ مزاجی، آپ کا زمانہ طالب علمی، سماجی وتعلیمی جدوجہد، مفتی صاحب بحیثیت مدرس وغیرہ، مقالہ نگار اپنا مقالہ aejazahmad@gmail.com پر میل کرسکتے ہیں۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۸۹/۲۳۵۳/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی) نصیرہ خاتون بنت محمد سعید مقام وڈاکخانہ تیسی نرسام تھانہ بسفی ضلع مدھوبنی۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد ایوب ولد نیک محمد مقام وڈاکخانہ جمواتھانہ ڈھاکہ ضلع موتیہاری۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء دملہ مدھوبنی میں ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۲/ذی الحجہ ۴۰ھ مطابق ۲۴/اگست ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع کھگڑیا میں علماء امارت شرعیہ کا دعوتی واصلاحی دورہ

امارت شرعیہ کے ایک مؤقر دعوتی وفد نے حسب ہدایت حضرت امیر شریعت مدظلہ ضلع کھگڑیا میں بیلدور بلاک کے مختلف مسلم آبادیوں کا دورہ کیا۔ یہ دورہ 26/ جولائی کو بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا، 20/ سے زائد مقامات پر وفد کے استقبال میں شاندار جلسوں کا انعقاد ہوا، علماء وفد نے خطاب وبیان کے ساتھ آبادی کے سماجی، تعلیمی اور معاشی حالات کا جائزہ لیا جس آبادی میں جن دینی امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت تھی توجہ دلائی گئی اور حاضرین سے دینی وایمانی زندگی گزارنے کا عہد لیا گیا، کئی آبادی میں ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنے اور باہمی اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں دو سنگین اختلاف کو ختم کر کے اتحاد و محبت کا خوشگوار ماحول قائم کیا گیا، نوجوانوں اور بزرگوں کی بڑی تعداد نے بیان وخطاب سننے کے بعد گناہوں سے توبہ اور دینی زندگی گزارنے کی عملی شروعات کی وفد کے دورے سے اس خطے میں دینی بیداری کی لہر کھلے عام محسوس کی گئی، ہر جگہ آبادی میں مسلمانوں نے وفد کا حوصلہ مندانہ استقبال کیا، وفد کے پیغام کو توجہ سے سنا، امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت مدظلہ سے اپنے والہانہ تعلق کا اظہار کیا، کئی جگہ خواتین کے علاحدہ اجتماع کو بھی خطاب کیا گیا، وفد کے علماء نے اپنے بیانات میں کلمہ کی بنیاد پر اتحاد، دینی تعلیم کے فروغ اور معاشرتی اصلاح کی ضرورت پر خاص طور سے روشنی ڈالی، امارت شرعیہ کے شعبہ جات کا فکر انگیز تعارف کرایا جس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہوئے علاقہ کے علماء وائمہ اور ملی درد رکھنے والے حضرات نے اس طرح کے وفد کے بار بار آنے پر زور دیتے ہوئے کہا ہم امیر شریعت مدظلہ کے مشکور ہیں کہ آپ کی توجہ اور عنایت سے ضلع کھگڑیا کو اس بابرکت وفد کے استقبال کا موقع ملا۔ وفد کی قیادت نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا ومفتی محمد سہراب ندوی نے کی اور اس وفد میں مولانا ارشد صاحب قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء گوگری کھگڑیا اور مولانا محمد منہاج عالم ندوی مولانا اختر حسین صاحب شمسی مولانا مزمل حسین قاسمی، مولانا سعود اللہ رحمانی اور الحاج حافظ کمال الدین صاحب استاذ جامعہ اسلامیہ چوڑھلی کھگڑیا نے بحیثیت رکن وفد شرکت کی۔

جامعہ رحمانی مونگیر کا علم وفضل کی دنیا میں بلند مقام ہے: شیخ عبد الحمید مصری

جامعہ ازہر مصر سے تشریف لائے اساتذہ کے ایک وفد کے استقبال میں ایک یادگار اجلاس خانقاہ رحمانی کی مسجد میں منعقد ہوا اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے علوم شرعیہ کے متخصص ڈاکٹر شعبان جابر شعبان حسن نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں دینی علم کے حصول کو فرض قرار دیتے ہوئے کہا کہ دینی علم ہی وہ علم ہے جس کے حصول پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کی بشارت دی گئی ہے، انسانی زندگی کی تعمیر وتشکیل میں دینی علوم کا بنیادی کردار ہوا کرتا ہے عربی زبان کے ممتاز اسکالر ڈاکٹر سید محمد التہامی نے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک معتدل اور متوازن دین ہے، دنیا میں کروڑہا کروڑ انسان اپنی پسند سے اس دین کو پسند کئے ہوئے ہے اور اس دین کی تعلیم دینے اور دلانے کے لیے مختلف سطح کے مدارس اور مراکز قائم ہیں جامعہ رحمانی مونگیر بھی انہیں مراکز میں سے ایک اہم دینی مرکز ہے جہاں کی تعلیم وتربیت اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ جناب ڈاکٹر عبد الحمید الشاذلی نے مذہب اسلام کی عظمت، دینی تعلیم کی ضرورت اور جامعہ رحمانی مونگیر کے پرکشش نظام تعلیم اور نصاب تعلیم پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہر مسلمان کو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہونا چاہیے اور جامعہ رحمانی مونگیر جیسے ادارے پر فخر کرنا چاہیے، واضح رہے کہ اس موقع پر جامعہ رحمانی کے اساتذہ کرام نے مہمانوں کو جامعہ رحمانی مونگیر، خانقاہ رحمانی اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہمہ جہت شخصیت اور سرگرمیوں سے واقف کرایا، جامعہ کے تعلیمی وتربیتی نظام کو دیکھ کر بار بار مہمانوں نے اس ادارے کی عظمت ومقبولیت کے سلسلے میں چشم کُشا جملے کہے اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کے لیے شکریہ کے کلمات دہرائے۔

امارت شرعیہ میں نئی قومی تعلیمی پالیسی کے جائزے کی میٹنگ

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کے حسب ہدایت مرکزی حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی کے جائزے کے سلسلے میں مؤرخہ 21/ جولائی کو علماء، دانشوران اور ماہرین تعلیم کی ایک اہم میٹنگ امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی اس میٹنگ کی صدارت ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کی، شرکاء نے مسودہ کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کا جائزہ لیا، شرکاء کا احساس تھا کہ حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی میں سیکنڈری اسکول کے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں بڑی خامیاں پائی جارہی ہیں ان خامیوں کی اصلاح کے لیے حکمت وتدبر کے ساتھ تجاویز مرتب کی جائے اور اسے پالیسی ساز کمیٹی نیز حکومت ہند کی وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کو بھیجا جائے چنانچہ اس سلسلے میں پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو چند دنوں کے اندر مسودہ کے خامیوں کی نشاندہی اور اس کی اصلاح سے متعلق تجاویز اور مشورہ مسودہ کے بالاستیعاب مطالعہ کے روشنی میں مرتب کرے گی پھر حضرت امیر شریعت مدظلہ کی نظر سے گزارنے کے بعد تجاویز اور مشورے وزارتِ تعلیم اور وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے پاس بھیجا جائے گا، میٹنگ میں نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی صاحب جناب شاہ نواز احمد خان، جناب احمد جاوید صاحب ایڈیٹر انقلاب، مولانا ابوالکلام شمسی صاحب، پروفیسر شکیل احمد قاسمی صاحب، ایم ایل اے عبد الغفور صاحب، پروفیسر توقیر عالم صاحب، جناب مولانا خورشید مدنی صاحب، مولانا محمد عادل فریدی اور الحاج نجم الحسن نجمی صاحب کے علاوہ دیگر کئی معزز اور تعلیمی تجربہ رکھنے والی شخصیتوں نے شرکت کی۔

مبلغین امارت شرعیہ اپنے دعوتی دورے پر

امارت شرعیہ کے شعبہ تنظیم وتبلیغ میں مبلغین ودعاہ کی بڑی تعداد بحال ہے، یہ حضرات دفتر کی طرف سے طے کئے گئے پروگرام کے متعلق شہروں اور دیہاتوں کا دورہ کرتے ہیں ان کے دورے کا مقصد مسلمانوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کے ساتھ قومی محصول کی وصولی قدیم تنظیم کا احیاء اور جدید تنظیم کا قیام ہوا کرتا ہے، اس وقت جو حضرات مبلغین اپنے دعوتی دورے پر ہیں اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

اسمائے مبلغین	بلاک	ضلع	اسمائے مبلغین	بلاک	ضلع
مولانا محی الدین صاحب	ثوربازار	سہرسہ	مولانا عبد القادر صاحب	سمری بختیار پور	سہرسہ
مولانا شعیب رحمانی	مہیشی	سہرسہ	مولانا عبد الحق رحمانی	نوہٹہ	سہرسہ
مولانا نوشاد صاحب	سونبرسہ راج	سہرسہ	مولانا عبد الجبار حسامی	چھاتاپور	سوپول
مولانا ارشاد رحمانی	پرتاپ گنج	سوپول	مولانا منظر احسن صاحب	پپرابازار	سوپول
مولانا زین الحق	تری وینی گنج	سوپول	مولانا حفظ الرحمٰن صاحب	بسنت پور	سوپول
مولانا صلاح الدین	کمارکھنڈ	مدھے پورہ	قاری حسین الرحمٰن صاحب	کمارکھنڈ	مدھے پورہ
مولانا انیس الرحمٰن صاحب	عالم نگر	مدھے پورہ	مولانا عبد الباری راہی	فاربس گنج	اررریہ
مولانا مجاہد الاسلام قاسمی	رانی گنج	ارریہ	مولانا مطیع الرحمٰن صاحب	بتھان	سمستی پور
مولانا عباس مظاہری	راج گیر	نالندہ	مولانا ابوذر مفتاحی	صدر بلاک	شیخ پورہ
مولانا عبد الصمد قاسمی	امام گنج	گیا	مولانا محبوب رحمانی	بیلا	گیا
مولوی سراج الدین	گھوڑاسہن	مشرقی چمپارن	مولانا محمد احمد سجادی	پھلواری شریف	پٹنہ
مولانا ضیاء الاسلام قاسمی	داناپور	پٹنہ			

مذکورہ بلاکوں کے نقباء ونائبین نقباء، رکن شوری وعاملہ، علماء وائمہ، مدارس کے ذمہ داران اور ہمدردان امارت شرعیہ سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے حلقے میں حضرات مبلغین کا مکمل تعاون اور رہنمائی فرمائیں۔

پٹنہ میں بچیوں کے لیے میڈیکل کوچنگ سینٹر کے قیام کا فیصلہ

۲۱/جولائی ۲۰۱۹ء کو مسلم بچیوں اور بچوں کی تعلیمی وتدریسی ترقی کے موضوع پر حج بھون پٹنہ میں ایک نشست کا انعقاد ہوا، نشست کی صدارت ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کی، نشست میں الامین مشن بنگال کے تعاون سے اے ایم ڈی (اسوسی ایشن آف مسلم ڈاکٹرس) کے ذریعہ مسلم بچیوں کے میڈیکل کی تیاری کے لیے قائم کردہ کوچنگ سنٹر 20-20 کے طرز پر پٹنہ میں ایک کوچنگ سینٹر کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ نشست میں طے ہوا کہ اس کوچنگ سینٹر میں صاحب استطاعت 20 طالبات کو رکھا جائے گا جن سے فیس لی جائے گی اور 20 طالبات ٹیسٹ کی بنیاد پر ایسی منتخب کی جائیں گی جن کو کوچنگ کی تمام سہولیات مفت فراہم کی جائیں گی، اس کوچنگ سینٹر کے قیام کا مقصد مسلم بچیوں کے لیے میڈیکل میں داخلہ کی راہ کو آسان کرنا اور کم خرچ میں مناسب رہنمائی فراہم کرنا ہے، اس کوچنگ سنٹر کے قیام کے لیے ضروری اقدامات کرنے کی ذمہ داری علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے بہار چیپٹر نے لیا ہے۔ الامین مشن بنگال کے ذریعہ بنگال، جھارکھنڈ اور بہار میں کئی کوچنگ سینٹرز چلائے جارہے ہیں جو کافی کامیاب ہیں، جن کے ذریعے اس سال 476 طلبہ وطالبات نے میڈیکل میں داخلہ حاصل کرنے میں کامیابی پائی ہے، اس نشست میں جناب ڈاکٹر ارشد شرف الحق، پروفیسر توقیر عالم اور مولانا ابوالکلام شمسی، شاہنواز احمد خان، ڈاکٹر عبد الغفور ایم ایل اے، جناب افضل حسین صاحب کے علاوہ متعدد دانشوران نے شرکت کی۔ جناب مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنی صدارتی گفتگو میں کہا کہ لڑکیوں کے لئے کوچنگ سینٹر کا قیام ایک حوصلہ مندانہ اقدام ہے اس کے لیے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، موجودہ وقت میں اعلی تعلیم ملت کی اہم ضرورت ہے اور فکرمند حضرات کو تعلیمی میدان میں آگے آکر معیاری تعلیم کے لیے ادارے قائم کرنے چاہیے اور اس فکر کو مستقل تحریک کی شکل دینی چاہیے۔

رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ پر عالمی سمینار

رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبد الرؤف رحمانی نے اطلاع دی ہے کہ رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ فروغ ادب کے ذریعہ ۸/دسمبر ۲۰۱۹ء کو رحمانی فاؤنڈیشن کے مرکزی دفتر بیلن بازار میں ہندوستان کی مشہور علمی شخصیت عظیم المرتبت عالم دین، کئی اہم اداروں کے بانی قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ جیسی عالم گیر شخصیت پر ایک سیمینار منعقد ہوگا، یہ سیمینار عالمی سطح کا ہوگا، انشاءاللہ، جس میں ملک وبیرون ممالک کے مشہور علماء کرام اور اہل قلم، مقالہ نگار اور صحافیوں کی شرکت متوقع ہے، مقالہ نگاروں سے مقالات طلب کیے جا رہے ہیں، واضح ہو کہ شعبہ فروغ ادب کے ذریعہ ہر سال کسی اہم شخصیت یا عنوان پر سمینار منعقد ہوتا ہے، اس سے پہلے اردو نثر کے ڈھائی سو سال، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے، پروفیسر لطف الرحمٰن فن اور شخصیت، ہندوستان کی تعمیر وترقی میں شیر شاہ سوری کا کردار، اور شری کرشن سنہا حیات وخدمات پر اہم سمینار منعقد ہو چکے ہیں۔

Volume:57/67,Issue: 29 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

خدا کی مانتے ہیں اوروں کی مانی نہیں جاتی
فقیری میں بھی ہم سے بوئے سلطانی نہیں جاتی
(ڈاکٹر کلیم عاجز)

ملک کے بدلتے ہوئے حالات میں ہماری ذمہ داریاں

ڈاکٹر منظور عالم

امن و امان انسان کی فطری، بنیادی اور اولین ضرورت ہے۔ امن کے بغیر سکون، سلامتی اور شانتی محال ہے۔ حصول امن کے بغیر کوئی بھی فرد، معاشرہ اور ملک ترقی نہیں کرسکتا ہے۔ امن و امان کے سائے تلے ہی زندگی خوشگوار ہوتی ہے۔ اسی کی بدولت نیند آتی ہے، سکون واطمینان میسر ہوتا ہے، طعام وشراب کی لذت کا احساس ہوتا ہے۔ امن اورامان یہ دونوں چیزیں ہر ترقیاتی جدوجہد کے ستون ہیں اور ہر معاشرے کیلئے منزل مقصود ہیں۔ امن وسلامتی کا حصول ہر قوم، مملکت اور مذہب کی آرزو اور تمنا ہوتی ہے۔ ہر عقل منداس بات سے متفق ہے، اور کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ اسلامی معاشرہ میں امن وامان کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس پر بہت توجہ دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں امن کی نعمت کو اللہ تعالی نے بطور احسان جتلایا ہے۔ سورہ عنکبوت میں ارشاد فرمایا۔

’’کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم (مکہ) کو پرامن بنادیا ہے جبکہ ان کے اردگرد کے لوگ اچک لئے جاتے ہیں، کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔‘‘ (العنکبوت:67)

اس لئے امن وامان بہت بڑی نعمت ہے اور اسکا زوال بہت بڑی سزا ہے، امن ہی ہے جس کی وجہ سے لوگ اپنی جان، مال، عزت، اور اہل خانہ کے بارے میں پُر اطمینان رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تعمیر وترقی کیلئے امن بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اسی میں ذہنی سکون، اور حالات کی درستگی پنہاں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (جو شخص صبح کے وقت جسمانی طور پر صحیح سلامت اٹھے، اسے اپنے گھر میں کسی کا خوف بھی نہ ہو، اور دو وقت کی روٹی اس کے پاس موجود ہو؛ اس کیلئے دنیا ایک ہی جگہ جمع ہوچکی ہے)۔ کسی دانشور نے کہا ہے کہ پرسکون زندگی امن میں ہے اور طاقتور فوج چاہئے تو عدل کرو۔ ایک اور مفکر کا قول ہے۔ امن ہونے پر انسان تنہائی میں بھی وحشت محسوس نہیں کرتا، جبکہ خوف کی وجہ سے انسان جلوت میں بھی مانوس نہیں ہوتا۔

اسلام کے علاوہ دیگر سبھی مذاہب، مذہبی علماء، دانشور، مفکرین اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی معاشرہ، ملک اور ریاست کی ترقی کیلئے بنیادی شرط اور ضرورت امن کا حصول ہے۔ جب تک امن کا قیام عمل میں نہیں آتا ہے۔ خلفشار، انتشار، ہنگامہ، ڈر اور خوف کا ماحول رہتا ہے۔ معاشرہ اور ملک ترقی کے بجائے تنزلی اور زوال کا شکار ہوجاتا ہے۔ دشمن ایسے مواقع کا سب سے زیادہ فائدہ اٹھا کر مزید کمزور کرنے، قابو پانے اور نگلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب بھی کسی ملک نے دوسرے ملک پر حملہ کیا۔ قبضہ کرنے کی کوشش کی تو پہلی فرصت میں اپنے ہدف پر براہ راست حملہ کرنے کے بجائے داخلی طور پر انہیں کمزور کیا، آپس میں لڑانے کا کام کیا۔ نفاق پیدا کیا، امن میں خلل ڈال کر انتشار پیدا کیا۔ عوام اور رعایا میں خوف کا ماحول بنایا اور پھر اپنے مقصد کی تکمیل کی۔ جبکہ امن کی وجہ سے انسانیت کو فروغ ملتا ہے۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔ سچائی اور صداقت کی جیت ہوتی ہے۔ عوام کو انصاف، مساوات، آزادی اور بھائی چارہ کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ محبت کے جذبہ کو بڑھاوا ملتا ہے۔ حکومت، عوام اور شہری کسی طرح کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مشن اور مقصد پر مکمل توجہ مرکوز کرتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں معاشرتی ترقی ملتی ہے۔ اقتصادی میدان میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم کے شعبہ میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ فتوحات کا پرچم لہراتے ہیں۔ آئندہ آنے والی نسلوں کو محفوظ بناتے ہیں۔ ان کا مستقبل روشن اور تابناک ہوتا ہے۔ آپسی اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ معاشرہ سے رنجش، خلش اور بغض وعداوت ختم ہوتی ہے۔ سوسائٹی ایک گل گلزار ہوجاتی ہے۔

ایک طرف امن کی اہمیت اور ضرورت کو دیکھیئے۔ دوسری طرف فقدان امن کے نقصانات کا جائزہ لیجئے۔ امن کے مثبت اور منفی نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے تاریخ کا مطالعہ کیجئے، مختلف ممالک، سلطنت اور بادشاہوں کے ادوار کو دیکھیئے اور پھر آج کے ہندوستان کا تجزیہ کیجئے۔ ہندوستان میں آج کیا ہورہا ہے۔ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب ہوتے ہوئے؟۔ خوف، ڈر، نفرت، تشدد، عداوت، مذہبی منافرت، نسلی عصبیت، مذہبی انتہاء پسندی، علاقائی برتری، خاندانی بالادستی اور فقدان امن سے دوچار ہندوستان میں ترقی ہوسکتی ہے؟ انسانیت کا فروغ ممکن ہے؟ شہریوں کو مساوات کی دولت نصیب ہوسکتی ہے۔ آزادی، انصاف اور بھائی چارہ ان کا مقدر بن سکتا ہے؟۔

ہندوستان میں نسلی برتری قائم کرنے۔ خاندانی بالادستی کا دھونس دکھانے، انسانوں پر غلامی کرنے، آپس میں بھید بھاؤ کو رواج دینے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش جاری ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو نسلی برتری اور خاندانی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ ایک مفروضہ کو فریضہ بنا کر اسے نافذ کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہیں۔ دنیا کی تمام جائیداد پر وہ صرف اپنا حق سمجھتے ہیں۔ بقیہ انسانوں کو اپنا نوکر اور غلام گردانتے ہیں۔ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے وہ انسانوں کو کبھی آپس میں لڑاتے ہیں۔ ان کے درمیان نفرت کو جنم دیتے ہیں۔ تشدد برپا کرتے ہیں۔ ان کے چین وسکون کو ختم کرکے صرف اپنے چین سکون کے حصول پر توجہ دیتے ہیں لیکن جب کسی معاشرہ میں ایسی سوچ پنپتی ہے۔ نسلی برتری اور خاندانی عصبیت کے شکار گروہ پیدا ہوجاتے ہیں اور اس طرح کے شرمناک ایجنڈا پر کام کرنے لگتے ہیں تو وہ پوار ملک اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہوجاتا ہے۔ فقدان امن کی وجہ سے سبھی شہری پریشانی کا سامنا کرتے ہیں اور پھر نتیجہ کے طور پر مملکت کی ترقی رک جاتی ہے۔ شہریوں کا امن ختم ہوجاتا ہے۔ تباہی کا آغاز ہونے لگتا ہے اور یہ سب اس طرح ہونے لگتا ہے کہ انسانیت تباہ ہوجاتی ہے۔ معاشرہ خانہ جنگی کا شکار ہوجاتا ہے۔ انتقام، نفرت اور عداوت کی آگ میں پورا معاشرہ جلنے لگتا ہے اور جب احساس ہوتا ہے تباہی کا، بربادی کا، ناکامی اور غلطی کا تو اس وقت پیچھے لوٹنا اور واپس آنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ساری چیزیں تباہ ہوچکی ہوتی ہیں۔ افسوس، ندامت اور شرمندگی کے علاوہ کچھ اور ہاتھ نہیں آتا ہے۔ ہندوستان کے حالات پر نظر ڈالیے، سوچئے یہ ملک کہاں ہے اور پھر وہ لوگ کیا کردار ادا کررہے ہیں جنہیں ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں قیام امن کی۔ معاشرہ کو بہتر بنانے کی۔ سنوارنے اور سجانے کی۔ اہل علم، مفکرین اور دانشوران جنہیں اولوالالباب کہا گیا ہے کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرہ میں امن کے قیام کو یقینی بنائیں۔ بے امنی اور خوف کے خاتمہ کیلئے جدوجہد کریں۔ سلامتی کے فروغ کیلئے شب وروز ایک کریں۔ تبھی ملک اور ریاست کی ترقی ہوگی۔ انسانیت کی ترقی ہوگی۔ عوام کو سکون ملے گا۔ ملک کا قد دنیا میں اونچا ہوگا۔ آئین پر عوام کا بھروسہ قائم ہوگا۔ قانون کے تئیں بیداری پیدا ہوگی اور اس طرح ملک میں امن وسلامتی کی بحالی ہوگی۔ فضا خوشگوار ہوگی۔ عوام بے خوف، آزاد اور پرسکون فضاء میں سانس لیتے ہوئے زندگی کے شب وروز گزارے گی۔ آج کے ہندوستان میں آئین کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ دستور ہند کی کھلے عام پامالی ہورہی ہے۔ قانون کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ اور اس کی مخالفت پر سزا کا خوف ختم ہوگیا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس جیسا معاملہ رواج پاچکا ہے۔ اکیسویں صدی کے ہندوستان میں یہ سب اس لئے ہورہا ہے کہ لاء اینڈ آڈر مضبوط نہیں ہے۔ انتظامیہ اپنا کردار صحیح سے نہیں نبھارہی ہے۔ امن وامان کی اہمیت سے سرکار اور انتظامیہ روگردانی کررہی ہے۔ ترقی کیلئے اولین شرط ’قیام امن‘ کو حکومت اہمیت نہیں دے رہی ہے۔ برسبیل تذکرہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ امن وامان، ریاست کی ترقی اور معاشرہ کی سلامتی کے سب سے بڑے دشمن وہ لوگ ہیں جو نسلی تفاخر، خاندانی بالادستی اور مذہبی انتہاء پسندی کے شکار ہیں۔

اکیسویں صدی کے ہندوستان میں بھی وہ ہزاروں سال قدیم مفروضے کو نافذ کرنا چاہتے ہیں جس میں نسل اور خاندان کی بنیاد پر ایک انسان کو دوسرے انسان پر برتری، فوقیت، عظمت اور مرتبہ حاصل ہے۔ خاندان کی بنیاد پر ایک کی حیثیت آقا کی اور دوسرے کی حیثیت جانور سے بھی بدتر غلام کی ہے جو تمام تر انسانی حقوق سے محروم ہوتا ہے۔ اس شرمناک مقصد کی تکمیل کیلئے سوسائٹی اور معاشرہ میں خون خرابہ، قتل وغارت گری، انتہاء پسندی، نفرت اور عدوات کا ماحول بنا رکھا ہے اور یہی وہ گروہ ہے جو امن وسلامتی کے فقدان کیلئے اصل ذمہ دار ہے۔

امن وسلامتی کا فقدان ملک کیلئے سنگین خطرے کا سبب ہے۔ معاشی ترقی، بلندی اور عالمی عظمت کے حصول کی راہ میں یہ صورت حال بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ایسے نازک موقع پر اولوالالباب کا فرض ہے کہ وہ میدان میں آئیں اور امن کی تحریک چلائیں۔ نفرت کے خلاف جنگ کا آغاز کریں۔ معاشرہ کو جہنم کی آگ سے نکال کر خوشگوار بنائیں۔ تمام شہریوں کیلئے مساوات، انصاف، آزادی اور بھائی کے حصول کو یقینی بنائیں۔ اس گروہ کے ناپاک اور شرمناک ایجنڈا کو ناکام بنائیں جو ایک مرتبہ پھر آزاد ملک کے عوام کو غلام بنانے اور انسانوں کو جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہیں۔ یہی اولاالباب کی ذمہ داری ہے اور ملک کے بدلنے میں ان کیلئے یہ رول نبھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)